

ترجمہ قصص العلما | بسم اللہ الرحمن الرحیم | حصہ سوم۔

احوال میرزا ابوالقاسم قمی

میرزا ابوالقاسم بن آخوند حسن جیلانی رشتی عالم محقق و مدقق علامہ فہامہ
از زہاد اہل زمان افقہ معاصرین رئیس امامیہ۔ آپ رشتی تھے تحصیل علم کیلئے
اصفہان میں آئے میرزا حبیب اللہ اور میرزا ہدایت اللہ سے کہ آپ کے جد مادری تھے تحصیل
علم فرمائی۔ آقا سید حسین خوانساری سے علم فقہ حاصل کیا آپ کی تالیف مشہور مثل کشکول
شیخ بہائی ہے جس کا نام ... زہد و عبادت ہے باقی تالیفات یہ ہیں۔ قوانین الاصول ۲ جلد
مرشد العلوم غنائم الایام و مناہج الاحکام فقہ میں معین الخواص جوابات مسائل ۳ جلد رسالہ وقف
آپ کے استاد آقا سید حسین خوانساری اعلم فقہائے عصر سے تھے۔ صاحب رسالہ علم رجال
ہیں۔ اور مشائخ سے صاحب اجازہ۔ اسکے بعد میرزا زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہو کر
آقا محمد باقر بہبہانی کے شاگرد ہوئے تا اینکہ ان سے اجازہ حاصل کیا۔ ابتدائے حال میں فقر و فاقہ
سے بسر ہوتی تھی آپ کے استاد آقا محمد باقر نماز جماعت اور نیابت بنفس نفیس ادا فرماتے
تھے اسکی تنخواہ آپ کو دیتے تھے کہ فراغ بالی سے علم حاصل کریں۔ مشہور ہے کہ میرزا بعد وفات
آقا محمد باقر کربلائے معلی میں گئے اولاً استاد کے گھر پر جا کر آستان بوسی کی اسکے بعد

قل هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون

الحمد لله که این کتاب لاجواب به امداد عالیجناب جلالت مآب نواب سالار جنگ بهادر دام اقباله العالی

الموسوم به



تصنیف میرزا محمد تنکابنی ترجمه مولوی حکیم میرزا [illegible] علی صاحب رعد

در مطبع حیدری چهته بازار حیدرآباد دکن مطبوع شد

زیارت امام علیہ السّلام سے مشرف ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے والد کے وطن میں آئے
اور درۂ باغ میں چند روز قیام رہا چونکہ وہ قریہ چھوٹا تھا اسباب معاش تنگ ہونے سے
دوسرے قریہ میں گئے اس کے باعث حاجی محمد سلطان ہوئے یہاں دو شخص آپ کے
شاگرد تھے۔ حاجی صاحب کے بھائی میرزا ہدایت اللہ علی دوست خاں ولد حاجی
طاہر خاں نحو و منطق پڑھتے تھے لیکن اہل قریہ کو آپ کی قدر نہ تھی۔ آپ کے مخالف ملائے
دہقانی نے اہل قریہ سے کہا تم میرزا سے کہو۔ ار۔ لکھیں۔ انھوں نے آپ سے کہا۔ آپنے
لکھا۔ مار۔ یعنے م ار۔ ملائے دہقانی نے سانپ کی شکل بنائی سرگندہ و دنبالہ باریک اور
اہل قریہ سے کہا تم خود انصافاً کہو شکل سانپ کی یہ ہے یا وہ ہے جو میرزا نے لکھی ہے چونکہ
وہ سب جاہل تھے۔ ملائے دہقانی کی تصویر مار پسند کی۔ ایضاً۔ ایک دن دو شخص میرزا کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس شخص سے حدث صادر ہوا ہے
مدعی علیہ نے انکار کیا۔ میرزا نے جب یہ حال دیکھا دست دعا بلند کئے۔ اور کہا خداوندا
اس سے زیادہ میری ذلت نہ ہو۔ بقول مؤلف سے مرغ دم سوئے شہر و سر سوئے دہ
دم آن مرغ از سر او بہ ؎ بقول مولوی روم سے دہ مرو دہ مرد را احمق کند ؎ مرد را
بے عقل و بے رونق کند ؎ اس حال کے بعد آپ اصفہان کی طرف روانہ ہوئے وہاں بھی
بعض علمائے دنیا نے آپ کی اہانت کی اس لیئے وہاں سے شیراز میں دو تین سال تک قیام
کیا اسوقت کریم خان سلطان تھے یہاں شیخ مفید اور انکے والد نے آپ کی امانت کی دو سو تومان
دیئے۔ آپ نے کتابیں خرید لیں اور آخر بلدہ قم میں آگئے۔ بمضمون فان مع العسر یسرا۔
و۔ یابی اللّٰہ الا ان یتم نورہ۔ و۔ ان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین خلاق عالم نے وسعت روزی
عطا فرمائی۔ صاحب تالیف و تصنیف و مقابلہ و تدریس اور مقبول خاص و عام ہوئے نماز جمعہ و
جماعت پڑھاتے تھے استفتا کے جوابات لکھتے تھے آپ کا فتویٰ ہے در کشمش مطبوخ حرام
ہے ایضاً جائز سمجھتے تھے کہ مقلد برائے مجتہد خود مرافعہ کرے۔ آپ کا مدفن قبرستان بزرگ قم ہے

جس زمانہ میں مولف قم میں تھا میرزا کے مقبرے میں کتاب قوانین پڑھاتا تھا۔ قبر مبارک پر وہی کتاب رکھتا تھا۔ رضی اللہ عنہٗ۔ مرحوم کو آقا محمد باقر بہبہانی اور آقا سید محمد باقر وغیرہ سے اجازت حاصل تھی۔ اس کتاب کے مؤلف کو حاجی ملا محمد صالح برغانی سے معلوم ہوا ہے کہ میرزائے قمی نے قوانین الاصول کی تالیف میں اسقدر فکر کی ہے کہ قوت سامعت بیحد علیل ہو گئی تھی

احوال شیخ جعفر نجفی

شیخ جعفر بن شیخ خضر نجفی۔ عالم اذخر۔ استاد اکبر مہر سپہر فقاہت و جلالت ماہ فلک زہادت و نقادت رئیس ارباب عبادت صاحب کرامت نادر زماں اعجوبہ دوراں۔ انصاف تو یہ ہے کہ احاطہ فروع میں زمانہ غیبت معصوم سے اب تک تحت قبہ فلک قمر مانند شیخ جعفر کے دائرہ وجود میں دوسرے کمتر ثابت قدم ہے تفریع و فہم میں مثل شہید اوّل ہے چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔ الفقہ باق علی بکارتہ لم یمسہ احد الّا انا والشہید و ولدی موسٰی۔ آپ کا علم فقہ کتاب کشف الغطاء سے ظاہر ہے اور شہید اوّل کے معلومات فقہ کتاب قواعد شہید سے واضح ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر جانشین ہوئے آپ بھی فقیہ اور فرید اور مثل اپنے والد کے تحقیق و تدقیق سے پڑھاتے تھے۔ جب ان کا بھی انتقال ہوا تو شیخ کے فرزند اصغر جانشین ہوئے اور بہت شاگرد حاضر خدمت رہتے تھے۔ آپ کو محقق ثالث کہتے تھے آپ بھی مثل اپنے والد کے وحید عصر تھے۔ اس کا ثبوت کتاب عناوین ہے۔ تالیف سید فتاح بن علی مراغی اس کے مؤلف شیخ موسٰی اور شیخ علی کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب قواعد شہید سے بہتر ہے۔ اس میں اکثر تحقیقات شیخ علی اور شیخ موسٰی ہیں صاحب عناوین نے خود اس مضمون کا اقرار کیا ہے۔

آقا سید ابراہیم تحقیق و تدقیق میں اوحد زماں تھے سترہ ماہ تک شیخ علی کی مجلس میں حاضر تھے جسوقت شیخ علی اپنے بھائی کے بعد والد کے جانشین ہوئے ان کے چھوٹے بھائی شیخ حسن نے کہا اگر والد کی وصیت یہ تھی کہ اولاد میں سے جو افقہ ہو ان کا جانشین ہو میں تم سے

زیادہ افقہ ہوں یہ سن کر شیخ علی نے کہا کہ ایلو میں نجف اشرف سے کربلائے معلٰے جاتا
ہوں میرے جانے کے بعد اگر طلاب یہاں رہیں اور تمہاری مجلس درس میں حاضر ہوں تو
بیشک تم افقہ ہو شیخ حسن نے بھی یہ کلام قبول کیا شیخ کے جاتے ہی سب طلاب کربلائے معلٰے
چلے گئے۔ شیخ حسن کے پاس ایک شاگرد بھی باقی نہ رہا۔ یہ حال دیکھکر خود شیخ بھی کربلائے معلٰے
میں گئے اور اپنے بھائی کو لاکر والد کی جائے پر بٹھایا۔ اور خود حلہ میں گئے۔ یہاں ایک مسجد
تھی جس میں شیعہ نماز پڑھتے تھے۔ اور شیخ حسن امامت کرتے تھے اکثر عورتیں حاضر نماز رہتی
تھیں۔ ایک دن ظہر کی نماز پڑھائی صفوف زنان سے صدائے حدث بلند ہوئی شیخ نے
ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا خداوندا مقتدی عورتیں ہیں اور وہ بھی ایسی تھوڑے
عرصہ کے بعد شیخ علی کا انتقال ہوا اور شیخ حسن جانشین ہو کر تدریس میں مصروف ہوئے۔
شیخ جعفر فرماتے تھے کہ میں نے کوئی حرام دعوت نہیں کھائی ہے جسوقت آپ وارد
اصفہان ہوئے۔ عبداللہ خاں امین الدولہ نے آپ کی دعوت کی۔ ہر ایک قسم کے مال
سے کھانا پکوایا تھا بعد طعام شیخ سے کہا یہ تمام مال حرام وجہ عشیر و مال کرک تھا آپ نے
کہا کرک و وجہ عشیر مجہول المالک ہیں۔ مجہول المالک مجھ پر حلال ہے۔ تجھ پر حرام۔ حضرت
بوقت طعام اولاد و احفاد کو جمع کرتے تھے ایک دو ساعت تک فقہ کی بحث رہتی تھی۔
اسی وجہ سے آپ کی اولاد میں مرد و عورت سب فقیہ ہیں آپ نے اپنا کتاب خانہ بھی افقہ
اولاد کے لئے وقف کیا تھا۔ مؤلف کتاب (یعنی مؤلف کتاب قصص العلماء) چند روز
شیخ حسن کی مجلس درس میں حاضر رہتا تھا۔ مرحوم شیخ جعفر کی عادت تھی کہ ہر شب
عیال و اطفال کو بیدار کرتے تھے اور کہتے تھے اٹھو نماز شب پڑھو۔ شیخ حسن کہتے تھے کہ میں
اسوقت کم سن تھا۔ اکثر نیند کا غلبہ رہتا تھا جب والد مرحوم میرے قریب آجاتے میں
کہتا اللہ اکبر جس سے تاریکی شب میں انکو معلوم ہو کہ میں مشغول نماز ہوں جب آگے مجھ سے
خاطر جمع ہو کر دوسروں کو بیدار کرنے جاتے تھے میں سو جاتا تھا۔ جسوقت میر محمد علی باب نے

دو شخصوں کے ہاتھ سے اپنا جعلی قرآن بغداد میں روانہ کیا تھا۔ بادشاہِ بغداد نے کتاب لیکر
ان دونوں کو قید اور مجلس مناظرہ مقرر کی۔ ایک تختِ رواں نجف اشرف میں شیخ حسن
کے لئے روانہ کیا اور ایک تخت مؤلف کے استاد آقا سید ابراہیم کے لئے کربلائے معلیٰ
میں اسطرح دونوں بزرگواروں کو طلب کیا۔ بروز مقررہ علمائے خاص و عام حاضر ہوئے
علمائے عامہ نے کہا یہ قرآن بدعت ہے لانے والا دین میں مبدع و مفسد فی الارض ہے
اس کا قتل لازم ہے۔ شیخ حسن نے کہا یہ کتاب قرطاس ہے و لا عمل بالقرطاس لیکن آیۂ فلیکتب
بینکم کاتب و آیہ ولیملک ولیہ محمول اسپر ہے کہ صاحب کتب کو جب خط اپنا محفوظ خاطر رہے
اور علم حاصل ہو اور شہادت بھی ادا کرے نہ اینکہ کتب بنفسہ حجت ہو یہ دو نفر کہ لانے والے
اس کتاب کے ہیں عالم نہیں ہیں اس سے کہ جو کچھ کتاب میں ہے۔ اس کے مطالب کا بھی اعتقاد
نہیں رکھتے۔ ان کو طلب فرماکر اعتقاد دریافت فرمائیے۔ اس کے بعد دونوں قیدیوں کی
طلبی ہوئی اعتقادات دریافت کئے گئے انھوں نے کہا جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ نامعلوم ہے ہمارا
اعتقاد مثل عام مسلمانوں کے ہے۔ شیخ نے کہا ان کا قتل کس طرح روا ہو سکتا ہے۔ یہ اچھی ہیں
آقا سید ابراہیم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ بادشاہ نے کتاب لے لی۔ اور دونوں
قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ شیخ صاحب اور سید صاحب کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا سید آقا کو ایک
گھڑی ساٹھ تومان کی لی۔ اور اعزاز و اکرام سے روانہ کیا۔ ایک وقت شیخ حسن کاظمین کی
زیارت کو گئے تھے جسوقت حرم سے باہر نکلے آواز غنا مسموع ہوئی۔ آپ آگے نہ بڑھے
وہیں سے مراجعت فرمائی۔ ابنِ طوسی نے میرزا محیط سے پوچھا آپ کے شیخ نے مراجعت کیوں
کی۔ میرزا نے کہا انکے مذہب میں غنا جائز نہیں۔ ابنِ طوسی نے کہا شاید تمہارے شیخ نے
قرآن شریف نہیں پڑھی۔ سورۂ جمعہ میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ
خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ لہو میں خیریت اور حسن ہے جس
طرح ظاہر ہے اگرچہ با عند اللہ لہو سے احسن و بہتر ہے۔ اس لئے کہ خیر افعل تفضیل ہے اور

افعل تفضیل دلالت ہے مشارکت مفضل پر اور مفضل علیہ منہ افعل فعل ہیں۔ میرزا محیط اس کے جواب سے عاجز ہوا مؤلف کتاب نے اس کا جواب مشکلات العلوم میں لکھا ہے خلدا قول تفسیر میں بھی اس کی توضیح کی ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ مجرد از معنی تفضیلیت ہے اور ارتکاب اس کا خالی تکلف اور صعوبت سے نہیں دیگر اینکہ حسن باعتقاد مخاطبین ہے اور کلام جائے مجری اس کا صاف ہے۔ مخاطبین کا اعتقاد حسن لہو پر تھا وغیر ذالک من الاجوبہ اس مقام میں دوسرا سوال بھی وارد ہے کہ کس لئے خدا نے تجارت کو مقدم رکھا اور آخر میں لہو کو مقدم کیا۔ وَاذا رَاَوا تِجارۃً اَو لھوًا۔ اس کے جوابات بھی اسی کتاب میں لکھے گئے۔ ایک جواب یہ ہے کہ یہ کلام ترقی ہے ادنیٰ سے بہ اعلیٰ۔ ابن علوسی نے حالت نزع میں کہا کہ میری وفات کے بعد بلا فاصلہ میرا وصیت نامہ دیکھو اور اس پر عمل کرو میرے سر کے نیچے موجود ہے ان کی وفات کے بعد وصیت نامہ دیکھا گیا لکھا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں خدا کی وحدانیت اور خاتم النبین کی رسالت پر اور اعتقاد رکھتا ہوں امیرالمومنین کی خلافت بلافصل پر اور آپ کے گیارہ فرزند امام برحق ہیں لہذا میرا غسل وکفن و نماز بطریق شیعہ ہو۔ بعض کا قول ہے کہ ملا آقائے دربندی کی فیض صحبت سے ابن علوسی شیعہ ہوگئے تھے۔ واللہ العالم۔

شیخ حسن نے فقہ میں خوب کتاب لکھی ہے مؤلف جس وقت کتاب صوم لکھ رہا تھا۔ اسی کتاب سے تائید ملی تھی۔ آپ کا فتویٰ ہے کہ حقہ کا دھواں کھینچنا مفطر صوم نہیں ہے۔ اصل عبارت یہ ہے لا باس بدخان التنباک۔

جس سال مؤلف کے استاد آقا سید ابراہیم کا انتقال ہوا اسی سال مرض وبا سے شیخ کا انتقال ہوا۔ آپ کے بعد شیخ مہدی بن شیخ علی جو آپ کے بھتیجے اور داماد بھی تھے۔ جانشین ہوئے ان کے بعد جو اس زمانہ میں ہیں شیخ جعفر بن شیخ علی ہیں۔ یہ بھی فقیہ اور استاد فقہ ہیں۔ آپ کا تمام خاندان فقیہ ہے۔ جسوقت ملا علی نوری کی وفات ہوئی حسب وصیت لاش کو نجف اشرف

میں لائے چونکہ شخص مشہور و معروف کی لاش کو جسوقت طواف کراتے ہیں خدام زیادہ رقم لیتے ہیں۔ لہذا آخوند کی لاش معلوم نہ ہونیکی غرض سے دوسری لاش کیساتھ کجاوہ میں رکھکر لائی گئی اس وقت شیخ علی بن جعفر کور کو بھی یہ خبر معلوم ہو گئی تو آپ ایک جماعت علما کے ساتھ علم سیاہ لیکر استقبال کے لئے روانہ ہوئے خاص و عام بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ آج شہر نجف میں دکانات بند ہوں۔ جسوقت لاش کے قریب آئے تو آخوند کی لاش دریافت کی لانیوالوں نے کہا یہی لاش ہے جو مقابل دوسری نعش کے اونٹ پر ہے۔ شیخ پر ناگوار گذرا۔ ارشاد کیا در پائنسو تومان دیکر اس لاش کو معروفیت و عزت سے لاتے یہ کہکر اسی وقت تابوت میں رکھا اور خود تابوت اٹھایا حکم دیا کہ اہل شہر دستہ دستہ استقبال کریں۔ اسی طرح تابوت کو حرم میں لے گئے۔ اور بعد طواف حسب وصیت۔ امیر المومنین کے کفش کن میں دفن کیا۔ مؤلف نے بھی آپ کی قبر کی زیارت کی ہے۔ آخوند ملا علی مؤلف کے والد کے استاد تھے مؤلف۔ اس وقت کم سن تھا ایک دن والد کو روتے ہوئے دیکھکر سبب پوچھا۔ والد نے کہا میرے استاد ملا علی کا انتقال ہوا ہے۔ میری آرزو تھی کہ تم جوان ہونے تک وہ زندہ رہتے اور تم کو پڑھاتے۔ ایضاً ہمیشہ والد مرحوم مجھکو وصیت فرماتے تھے کہ طب نہ پڑھنا میں خود پڑھ کر پشیمان ہوا بلکہ معقول پڑھو۔ مؤلف بعض کے اصرار سے میرزا احمد تنکابنی ساکن طہران سے دو تین ماہ تک علم طب پڑھتا تھا اس کے بعد والد کی وصیت کے خیال سے اس فن کو ترک کیا اور معقول پڑھتا رہا۔ علم حکمت بھی سیکھا۔ مجملاً اینکہ تبحر فقہ کی تین قسمیں ہیں اوّل تاملس فقیہ استدلال احکام۔ اس باب میں شیخ علی اور استاد مؤلف حاجی ملا احمد نراقی گویا منحصر تھے۔ دوسرے تفریع احاطہ مسائل فقہ اور فروع کی مطابقت قواعد سے اس مقام میں مانند شیخ جعفر اور شہید اوّل کوئی نہوا تیسرے تحقیق مسایل فقہ کہ مقام استدلال میں فتوے کو ہر مسئلہ میں بہ سبب تکثیر ادلہ بدیہی کریں اس مقام میں کوئی شخص مثل موسس بہبہانی آقا محمد باقر کے نہ ہوا۔ مشایخ اجازہ شیخ جعفر آقا محمد باقر

آقا سید مہدی بحر العلوم وغیرہم شیخ جعفر کثیر الاکل تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہر وقت ایک من تبریزی طعام اور تیس درم پیاز اور دس عدد مرچ سیاہ بکرے کی نہاری کے ساتھ کہاتے تھے۔ ہر شب عورت نزدیک رہتی تھی۔ دو ثلث شب عبادت کرتے تھے اکثر اپنا مکان رہن رکہاتے تھے۔ اسکی رقم فقیروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ بلاد ایران سے تنخواہ لیکر فک رہن کرتے تھے۔ سفر میں بھی کنیز ساتھ رہتی تھی۔ ایک وقت ارواح وادی السلام کی زیارت سکے لئے آپ جارہے تھے اور بھی اصحاب ساتھ تھے۔ ان میں میرزا ابو الحسن ملقب بہ خوش مزہ بھی ہمراہ تھے۔ ایک گدہے پر سوار تھے۔ جسوقت دروازہ سے باہر ہوئے سب وادی السلام کی طرف جارہے تھے۔ اور میرزا ابو الحسن دوسری طرف چلے۔ شیخ جعفر نے کہا اس راستہ سے کہاں جاتے ہو میرزا نے جواب دیا مجھکو معذور فرمائیے میرا دراز گوش مجتہد اور خود رائے ہے۔ وہ جس طرف چاہتا ہے جاتا ہے شیخ کو بے اختیار ہنسی آئی۔ آپ فرماتے تھے کہ تین سو بار کتاب شرائع کا سبق پڑہایا ہے۔ فقیہ کو ایسی مشق چاہئیے یہ بھی کہتے تھے کہ اگر فقہ کی تمام کتابیں ہوڈالیں میں حفظ وضبط سے طہارت سے دیات تک لکہ سکتا ہوں۔ انصاف یہ ہے کہ ایسا ہی تھا۔ آپ کی فقہ کشف الغطا سے ظاہر ہے۔ مسائل فقہ مثل نگین انگشتری آپکے ہاتہ میں تھے کہ جس طرف چاہتے تھے پلٹاتے تھے آپ کی کرامت ہے کہ دعا کی تھی ہمیشہ اولاد واحفاد میں فقہ جاری رہے۔ دعا مقبول ہوئی چنانچہ آپ کا انتقال ہوکر سات سال کا عرصہ ہوتا ہے آپکی اولاد واحفاد میں سینکڑوں فقیہ ہیں۔ ایضاً کرامت شیخ جعفر جسوقت آپ لاہجان میں تھے ایک شخص نے تنہائی میں آپ سے بیان کیا کہ میری دو بیبیاں ہیں۔ ایک دن جنگل میں ایک حسین عورت دیکھی اس کو دیکھکر ڈرتا ہوا پوچھا تو کون ہے یہاں کیا کرتی ہے اس نے کہا میں دختر جن ہوں تیری عاشق ہوں۔ جب تو گھر میں جائے میرے لئے ایک حجرہ خالی رکہنا۔ اپنی ازواج سے دور رہنا میں ہر شب تیرے پاس آیا کرونگی۔ مگر یہ راز کسی سے نہ کہنا۔ ورنہ تجھکو

ہلاک کرو ونگی۔ میں گھر میں آیا تو ہر شب موجود رہتی ہے اس کی مقاربت سے ناتوان
قریب المرگ ہوگیا ہوں۔ میرے واسطے بہت مال بھی لاتی ہے۔ جو اسی طرح محفوظ
رکھا ہے۔ آپ نائب امام ہیں۔ اس بلا سے نجات دیجیے۔ یہ سنکر آپنے دو رقعہ لکھدیئے
اور کہا کہ ایک رقعہ اس مال پر رکھ اور دوسرا رقعہ اپنے ہاتھ میں رکھنا جس وقت دختر
جن آئے یہ رقعہ اس کو دکہا کر کہنا کہ شیخ جعفر نے لکھا ہے اس شخص نے اسی طرح عمل کیا
دختر جن آئی رقعہ دیکھکر دور ہو گئی۔ آخر اپنا مال لیجانا چاہا اس پر بھی شیخ کا رقعہ موجود
تھا۔ اس مرد سے کہا اگر شیخ جعفر کا رقعہ نہ ہوتا تو تجھ کو ہلاک کر دیتی یہ کہکر ایسی غائب
ہو گئی کہ پھر نہ آسکی۔

ایضاً ایک وقت آپ زنجان میں گئے تھے۔ ایک شخص سنے اپنی دختر جمیلہ کو آراستہ کرکے آپکے
گھر میں بھیجدی جب وہ حاضر ہوئی تو آپ اسکو دیکھکر متعجب ہوئے کہا تو کسکی دختر ہے اس سنے کہا فلاں شخص کی
بیٹی ہوں۔ پوچھا تو شیخ کے عقد میں رہنے راضی ہے اس نے کہا راضی ہوں۔ آپنے
کہا تو ایسی حسینہ جمیلہ ہو کر اب تک بے شوہر کیوں رہی۔ عرض کی میں جس کی طالب تھی
میرا باپ منع کرتا تھا۔ اور وہ جس سے عقد کر دینا چاہتا تھا میں نا رضا مند تھی۔ آپنے
پوچھا تو جسکی طالب ہے وہ کہاں ہے اس نے کہا فلاں مکان میں ہے آپ نے کہا اب
بھی تو چاہتی ہے کہ اس سے عقد ہو اس نے کہا اب کس طرح ہو گا۔ میں تو جناب کی
خدمت میں حاضر ہوں۔ یہی افتخار کافی ہے۔ آپ نے اسی وقت اس کے باپ کو
طلب کیا اور یہ جس پر عاشق تھی۔ اس کو بھی طلب کیا اسی وقت عقد پڑھ کر طالب و
مطلوب کو ملا دیا۔ یہ آپ کی کرامت ہے اگرچہ شہوت رکھتے تھے مگر امیر شہوت نہ تھے۔
اسیر شہوت نہ تھے۔ مولوی روم نے لکھا ہے ؎۔ ہیں ببین بلقیس ورنہ بدشود
لشکرت خصمت شود مرتد شود ٭ گر بود شہوت امیر شہو تم ٭ نے اسیر شہوت روئے بتم
آپ کے فتوے سے تعبیہ وشبیہ حرام ہے مؤلف کی رائے میں بھی یہی قول اقوی ہے

ایضاً آپ نے کہا استخارہ کے لئے تسبیح موجود نہ ہو تو بعض مومن پوروں پر بحساب جفت طاق استخارہ دیکھ سکتے ہیں
آپ کا فتویٰ ہے کہ اگرچہ جسد انسانی کو عقبات عالیات میں نہ لیجا سکیں جزو اعضا کافی ہے ایسے مقام
میں تعارض ہے درمیان دفع ضرر دنیوی و دفع ضرر اخروی - ضرر دنیوی تو اذیت جسد اور
ہتک حرمت مومن ہے دفع ضرر اخروی یہ ہے کہ اس عضو کے منتقل ہونے سے عذاب
اخروی دور ہوگا - اس لئے آپ نے دفع ضرر اخروی کو مقدم رکھا مؤلف نے کتاب اصولیہ
میں لکھا ہے کہ دفع ضرر دنیوی مقدم ہے - تعلیقہ قوانین میں بھی بتفصیل بیان کیا ہے - ایک
سال شہر رشت میں آپ کا گذر ہوا تھا - نماز جماعت میدان وسیع میں پڑھائی - مسجد میں
وسعت کم تھی - تمام اہل شہر موجود تھے نماز کے بعد سب نے وعظ کی فرمایش کی آپ نے کہا
میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا ہوں - لیکن اصرار بیحد ہوا تو آپ منبر پر گئے - ارشاد کیا
ایھا الناس تم سب مروگے شیخ بھی مرتا ہے قیامت کی فکر کرو - ایھا الناس تمہارا شہر
رشت مثل بہشت ہے اس شہر میں مکانات عالی ہیں - باغ اور نہر اور عورتیں مثل حور اور
خادم مانند غلماں سب موجود ہیں بہشت میں تکلیف عبادت نہیں ہے اسی طرح رشت میں
بھی نماز و روزہ اور عبادت موقوف ہے یہ کہکر آپ نے ایک ذاکر کی طرف نگاہ کی
جو پائے منبر بیٹھے تھے - اور کہا کہ آپ ذکر مصیبت فرمائیے یہ کہکر منبر سے اتر گئے رشت کے
رہنے والے تن پرور اور عیاش تھے خود امام جماعت نوافل ادا نہیں کرتے تھے اسلئے
اس مضمون کو آپ نے بعبارت مذکورہ بیان کیا - اس دن سے ائمہ جماعت نوافل بھی پڑھنے
لگے - اسی طرح قزوین میں بھی وعظ کی فرمایش ہوئی - آپ نے کہا ایھا الناس کیا تم شیعہ
نہیں ہو - عقد انقطاع کا تم میں رواج کیوں نہیں ہے - یہ تمہارے علما کا قصور ہے چونکہ
حاجی ملا عبد الوہاب علمائے قزوین کے رئیس تھے - انکی طرف مخاطب ہوئے فرمایا اپنی
بیٹی کا عقد انقطاع کر دو تاکہ دوسروں کو بھی اس عقد میں تمہاری متابعت رہے -
اس کے بعد آپ نے کہا میری ایک دختر تھی جوان ہو گئی تو میں نے اس سے کہا خداوند عالم

نے مقرر فرمایا ہے کہ عورتیں شوہردار ہوں اب تیرے شوہر کرنے کا وقت ہے تو جسکو
پسند کرے اسی سے عقد کردوں یہ کہکر ہر ایک اہل علم اور اپنے قرابتدار کا نام لیا راضی
نہوئی آخرالامر ایک بقال کا نام لیا سن کر خاموش ہوگئی۔ آپ نے سمجھا کہ راضی ہے۔ اس کے
ساتھ عقد کر دیا۔ چند روز کے بعد شوہر کی شاکی ہوئی۔ آپ نے کہا جب تو خوشی سے اس مرد کو
پسند کر چکی ہے اب صبر و شکر کے سوا کوئی علاج نہیں ہے اسیوقت شوہر کے گھر میں روانہ کر دیا
ایک شخص چند سال تک درد چشم سے علیل تھا جسقدر علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ
اندھا ہوگیا۔ اس کو معلوم ہوا کہ شیخ جعفر لاہجان میں آئے ہیں نائب امام ہیں اسی وقت
عازم لاہجان ہوا پہنچا تو معلوم ہوا کہ شیخ سوار ہوکر لاہجان سے جا رہے ہیں۔ آپ کے
ہاتھ پر بوسہ دیکر کہا دعا فرمائیے تا خدائیتعالے مجھکو شفا کرامت فرمائے۔ آپ نے اپنا
آب دہن اسکی آنکھ پر ملا اور دعا کی فوراً بینا ہوگیا۔
جناب شیخ نے فتح علی شاہ کو سلطنت کی اجازت دی تھی۔ اپنا نائب مقرر کیا تھا
لیکن باین شرائط کہ لشکر کی ہر فوج میں موذن اور امام جماعت مقرر کرے۔ ہفتہ میں
ایک بار وعظ ہو۔ مسائل کی تعلیم ہو۔ اسکی کیفیت آپ نے کشف الغطا میں لکھی ہے
فتح علی شاہ کی والدہ معظمہ نجف اشرف میں آئی تھیں۔ آپ کے گھر میں آکر عرض کی میرا فرزند
بادشاہ ہے ظلم وستم کا اندیشہ ہے۔ کوئی دستور العمل مقرر فرمائیے تا کہ خدائے تعالٰے
ہمارے گناہ معاف فرمائے اور مجھکو صدیقہ کبریٰ کے ساتھ محشور فرمائے ایک بار
بادشاہ طہران کسی امر میں آپ سے رنجیدہ ہوگیا تھا۔ حکم کیا کہ شیخ کو آنے نہ دینا ایکدن
آپ بادشاہ کی ملاقات کو آئے۔ دربان و ملازمان سلطان منع کرنے کے بدلے آپکے
دست مبارک کو بوسہ دینے لگے۔ بادشاہ نے دیکھا کہ شیخ سرائے سلطانی میں آرہے
ہیں متعجب ہوا امین الدولہ نے کہا آنے دیجے ہم تعظیم نہ کریں گے۔ آپ نے قصر پر جانا
چاہا تو آواز بلند کہا۔ یا اللہ سلطان بے اختیار اپنی جائے سے اٹھا اور استقبال کیا

صدر میں لاکر بٹھایا۔ امین الدولہ نے سلطان سے کہا ہم نے مشورہ کیا تھا کہ شیخ کی تعظیم نہ کریں گے۔ اس کے خلاف کیوں ہوا۔ سلطان نے کہا جسوقت شیخ نے صدائے یا اللہ بلند کی میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ پہلو سے روبرو حاضر ہے مجھکو اذیت دینی چاہتا ہے میں بے اختیار ہو کر اپنی جا سے اٹھا شیخ کا استقبال کیا وہ سانپ غائب ہو گیا۔

جسوقت آپ اصفہان میں تھے۔ ایک دن طلوع آفتاب کے اول آخوند ملا علی نوری کے گھر میں آئے اور کہا علم کی طرف جانا مستحب ہے۔ اسی لئے تمہارے درس میں حاضر ہوا ہوں۔ آخوند نے شرمندگی ظاہر کی آپ نے کہا شاگردوں کو سبق پڑھائیے۔ آخوند نے کہا کیا مجال ہے کہ آپ کے سامنے میں پڑھا سکوں یہ سن کر آپ نے برخاست کی۔ ولایت اصفہان میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر خدا ایک مکان میں رونق افروز ہیں ملا نوری پہلو میں بیٹھے ہیں۔ دوسرے علما انکے بعد ہیں۔ اور شیخ جعفر دروازہ پر کھڑے ہیں آنحضرت امت پر خفا ہیں کہ گناہگار ہیں اور میرے حکم کے خلاف کرتے ہیں آخوند ملا علی نوری عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم گنہگار ہیں اپنی خطا کا اقرار ہے امید عفو خدا سے اور آپ سے آرزوئے شفاعت رکھتے ہیں اسوقت تمام اہل مجلس ساکت تھے مؤلف لکھتا ہے کہ اس خواب سے بھی جناب شیخ کو آخوند اور باقی علما سے تفوق حاصل ہے۔ اس لئے کہ اگر بیگانہ بزرگ وارد ہو تو اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ چونکہ شیخ محرم تھے اس لئے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آخوند بیگانہ تھے قربت میں جلسے ملی۔ یہی رسم مشہور ہے یا اینکہ شیخ کا قاعدہ تھا کہ ایک نماز خود پڑھاتے تھے اور دوسری نماز دوسرے کے عقب میں پڑھتے تھے خصوصاً اصفہان میں۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ آپ اصفہان سے سوار ہو کر نکلے تھے کہ ایک سید صاحب آگئے اور کہا فقیر ہوں ایک سو تومانکی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے کہا جلدی نہ آئے اب تو میں جا رہا ہوں۔ سید صاحب نے بہت اصرار کیا آپ نے کہا امین الدولہ کے پاس جاؤ۔

اور میرے نام سے سو تومان لے لو۔ سیّد صاحب نے کہا اگر وہ نہ دیں شیخ نے کہا تمہاری واپسی تک میں یہاں منتظر رہونگا۔ یہ سنکر سیّد صاحب امین الدّولہ کے پاس آئے۔ جناب شیخ کا پیغام پہنچایا۔ امین الدّولہ نے کہا شیخ صاحب کہاں ہیں۔ سیّد صاحب نے کہا راہ میں اسی جواب کے منتظر کھڑے ہیں۔ امین الدّولہ نے ملازمین سے کہا۔ فوراً سو تومان دیدو۔ سیّد صاحب نے گن کر لینا چاہا۔ امین الدّولہ نے کہا۔ گنتی کی ضرورت نہیں دیر ہونے کا خوف ہے ورنہ شیخ صاحب فوراً آجائیں گے۔ اوسی طرح تھیلی سیّد صاحب کو دیدی۔ اور وہ جناب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شمار کرنیسے معلوم ہوا کہ دو سو تومان ہیں۔ فقیروں کو طلب کیا ایک سو تومان سیّد صاحب موصوف کو دیدیئے باقی فقیروں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک وقت جناب شیخ امین الدّولہ کے گھر پر آئے اور کہا شیخ تم سے ایک کنیز چاہتا ہے امین الدّولہ نے کنیز کرجی شیخ کو بخشی۔ آپ کی عادت تھی کہ دامن پھیلاکر درہم و دینار مالداروں سے وصول کرتے تھے اور اسی وقت فقیروں پر تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ جس مکان و غذا کی تعریف کرتے صاحب خانہ وہی مکان آپ کی نذر کرتا۔ آپ اسی مکان کو اسی مالک کے ہاتھ فروخت کرتے اور اسکی قیمت فقیروں کو دیتے تھے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس طریقہ میں اگر کسی کو شبہ ہو تو جاننا چاہیئے کہ انکے ذمہ خمس و زکات وغیرہ کا مال ہوگا۔ لہذا اخذ حق اللہ بایں وجہ کان۔ اسپر شیخ کا عمل ہوگا۔

مرحوم شہید ثالث فرماتے تھے کہ شیخ جعفر قزوین میں آئے اور انکے بھائی حاجی ملا صالح کے مکان میں قیام کیا اس مکان میں خانہ باغ بھی تھا۔ سب سو رہے تھے میں گوشہ باغ میں سو گیا ایک پہر رات گذرنے کے بعد شیخ مجھکو پکار رہے تھے۔ اٹھو! اٹھو نماز شب پڑھو۔ میں نے کہا ہاں اٹھتا ہوں پڑھتا ہوں۔ شیخ میری طرف سے دوسری جانب چلے اور میں سو گیا ناگاہ میرا حال متغیر ہو گیا۔ وجع الفواد شروع ہوا۔ (وجع الفواد درد فم معدہ ہے مشارکت کی وجہ سے دل بھی متاثر ہوتا ہے ورنہ دل عضو رئیس ہے فی الحقیقت وجع الفواد یعنی درد دل ہو تو

مریض فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ فم معدہ کا درد علاج پذیر ہے۔ حکیم میرزا عیسیٰ رعد۔ مترجم قصص العلما) شدت درد سے بیدار ہو گیا سمجھا کہ اسوقت جو آواز محسوس ہو رہی ہے اسکے درد انگیز اثر سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ آواز کی طرف روانہ ہوا۔ قریب پہنچا تو دیکھا کہ جناب شیخ گریہ وزاری تضرع و بیقراری سے مشغول نماز و مناجات ہیں۔ اسی صدا کا یہ اثر ہوا اور آج پچیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ کبھی میری نماز تہجد ناغہ نہ ہوئی۔

ہر شب اٹھتا ہوں نماز تہجد پڑھتا ہوں۔ مناجات میں معروف رہتا ہوں۔

ایک دن اصفہان میں جناب شیخ خیرات کر رہے تھے۔ بعد ختم مال نماز پڑھنے لگے۔ دو نمازوں کے درمیان ایک سید صاحب آگئے۔ اور کہا میرے جد کا مال مجھکو دو۔ آپ نے کہا تم دیر سے آئے ہو۔ اسوقت کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ سید صاحب نے داڑھی پر تھوک دیا۔ آپ اپنی جائے سے اُٹھے دامن پھیلایا درمیان صفوف گردش کرتے رہے اور کہا جو شخص شیخ کی داڑھی کو دوست رکھتا ہے سید صاحب کی اعانت کرے اسی وقت شیخ کا دامن زر سرخ و سفید سے بھر گیا۔ شیخ صاحب نے وہ تمام مال سید صاحب کو دیدیا۔ سید صاحب مالا مال ہو گئے۔ اور جناب شیخ نے نماز عصر جماعت سے پڑھی۔

ایک وقت آپ قزوین میں وارد ہوئے۔ تاجروں نے استدعا کی آپ دکان پر تشریف لائیں۔ تمام تاجروں کا شوق زیادہ دیکھکر آپنے کہا جو شخص زیادہ مال دیگا میں اسکی دکان پر پہلے آؤنگا۔ اسی وقت رقم کثیر جمع ہو گئی۔ شیخ صاحب نے فقیروں کو طلب کیا۔ اور وہ تمام مال تقسیم کیا۔ اسکے بعد ہر ایک تاجر کی دکان پر رونق افروز ہوئے۔ آخوند ملا علی نوری کے ایک شاگرد نے فن حکمت کا ایک مشکل مسئلہ جناب شیخ سے دریافت کیا آپ نے کہا کل اس کا جواب دونگا۔ آخوند یہ کیفیت سن کر شاگرد پر خفا ہوئے کہ جناب شیخ فقیہ ہیں حکمت کا مسئلہ کیوں پوچھا۔ اب جواب کا تقاضا نہ کرنا دوسرے دن شیخ صاحب نے کہا اس مسئلہ کا سائل کہاں ہے جواب سن لے۔ وہ جواب آخوند سے کہا گیا تو آخوند متعجب ہوئے کہ

یہ جواب تو قاعدہ ہے شیخ سے پوچھا کہ آپ نے فن معقول نہیں سیکھا یہ جواب کہاں سے سوجھا
شیخ نے کہا یہ جواب واضحات افادات اخبار ائمہ اطہار سے ہے۔ ایضاً ایک شخص آپ کی
خدمت میں کچھ مسئلہ پوچھنے حاضر ہوا۔ دیکھا کہ بہت غذا آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اور
کھانے والا اُن کے سوا کوئی نہیں سمجھا کہ بقدر ضرورت کھا کر بقیہ غذا ملازموں میں تقسیم کر دینگے
لیکن شیخ نے کھانا شروع کیا اور سب غذا خود کھا گئے۔ اس شخص کو بہت تعجب معلوم ہوا کہ
یہ غذا جو اسنے کھائی ہے اس کے ابخرہ دماغ میں صعود کرینگے۔ اور معلومات و مجہولات
سب مساوی ہو جائیں گے۔ ایسے وقت میں سوال کرنا بے فائدہ ہے۔ واپس جانا چاہا
آپ نے کہا بیٹھ جا آنے کا سبب بیان کر اس نے کہا کوئی کام نہ تھا۔ اصرار کے بعد
اس نے کہا آپ کی کثرت غذا دیکھکر خیال سوال محال ہو گیا تھا۔ شیخ نے کہا اپنا مسئلہ
بیان کر۔ اس نے بیان کیا اور جواب شافی سنا۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ خلاق عالم
نے مجھکو علم میں فریدہ دہر کیا ہے۔ ہمیشہ لذت روحانی حاصل ہے۔ کھانے میں بھی [illegible]
وافر عطا فرمائی ہے کہ اسکی نعمتوں کی لذتوں سے متلذذ رہوں۔ وہ شہوت کرامت
فرمائی ہے کہ ہر شب جماع کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ قوت عبادت بھی اسقدر مرحمت
فرمائی ہے کہ آدھی رات سے صبح تک ہر شب راز و نیاز حضرت بے نیاز سے دمساز
ہوں۔ تجھکو نہ یہ فہم و ادراک ہے کہ خدا کو پہچانے نہ اشتہائے غذائے جسمانی نہ [illegible]
قوت شہوانی نہ قوت عبادت پس نہ تجھکو لذت دنیا ہے نہ لذت آخرت وہ شخص [illegible]
جناب شیخ فرماتے تھے اگر شہید و علامہ مجتہد تھے۔ میں نہیں ہوں اگر صاحب شرح کبیر مجتہد
ہیں میں بقدر آٹھ مجتہد کے ہوں۔ آپ کر ر بازار میں کھاتے تو لوگوں نے عرض کی بازار
میں کھانے سے آپکی عدالت زائل ہو گی۔ آپ نے کہا میں بازار میں گھماتا ہوں تو عدالت
ناقص نہ ہو گی۔ اس لئے کہ میری جلالت نہیں ہے فقیر ہوں۔
اگر آقا سید علی بازار میں غذا کھائیں تو انکی عدالت زائل ہو گی۔ ایک شخص آپ کی

دختر سے اپنا عقد کرنا چاہتا تھا جس وقت حاضر خدمت ہوتا عرق انفعال رخسار پر جاری ہوتا اسی حالت میں پڑھتا رہتا۔ بعد واپسی پھر پشیمان رہتا کہ سوال کیوں نہیں کیا ایک دن اسی طرح سبق کے بعد اٹھنا چاہا۔ آپ نے کہا ٹھیرو تنہائی میں اپنا مطلب بیان کرو۔ اس شخص کی شرمندگی اور زیادہ ہو گئی کہا کوئی حاجت نہیں ہے آپ نے کہا ضرور کوئی حاجت ہے۔ بیان کر یہ سن کر اس نے اپنا مقصد بیان کیا آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گئے اور اپنی دختر کا عقد اس کے ساتھ پڑھا۔ اسی شب کتاب خانہ کا گھر خالی کر دیا جب آدھی رات گذری بہ نفس نفیس دروازہ پر آئے۔ اور کہا اٹھو تمہارے لئے گرم پانی تیار ہے غسل کرو نماز شب پڑھو۔

آپ کثیر الاولاد تھے باقی دامادوں کے یہ نام ہیں۔ عالم خفی و جلی شیخ محمد تقی صاحب حاشیہ معالم۔ آقا سید صدرالدین آملی ساکن اصفہان انکی وفات عتبات عالیات میں ہوئی۔ (زوار تو ہوا ہوں مگر مقصد ہے دعا یہ خاکِ لحد ہو خاک بیابان کربلا ۔ مترجم) ان کو علم رجال میں ید طولی حاصل تھا۔

تیسرے داماد آقا محمد علی بن آقا محمد باقر ہزار جریبی ساکن نجف اشرف جناب شیخ انکے معتقد تھے۔ آقا محمد علی فقیہ کامل تھے۔ آپکی تعلیقہ کی ۱ جلدیں مؤلف کے پاس موجود ہیں۔ ان کا احوال بیان کیا گیا ہے چوتھے داماد شیخ اسد اللہ حاجی اسمٰعیل کاظمینی ہیں۔ ان کو آقا سید علی اور شیخ جعفر اور آقا محمد باقر اور میرزائے قمی محمد مہدی بحر العلوم اور مرزا محمد مہدی شہرستانی اصفہانی سے اجازہ حاصل تھا۔ آپ محقق اور مدقق تھے۔ آپ قبل از بلوغ مجتہد ہو گئے تھے۔ صاحب تالیفات تھے آپکی تالیف کتاب مقابیس فقہ میں ہے۔

احوال سید عبداللہ کاظمینی

سید عبداللہ بن سید محمد رضا سے شبر۔ شبر لقب طایفہ ہے۔ آپ صاحب تالیفات ہیں مثل شرح مفاتیح رسالہ درایہ۔ سال تالیف سنہ ۱۲۳۴ھ کتاب مشکلات الاخبار آپ کو شیخ جعفر۔ آقا باقر۔ شیخ احمد احسائی سے اجازہ حاصل ہے۔

احوال آقا سید محسن کاظمینی

آقا سید محسن کاظمینی آقا سید علی کے معاصر اور آقا محمد باقر بہبہانی کے شاگرد ہیں آپ کو فقہ اور اصول میں مہارت تھی۔ آقا سید باقر حجت الاسلام سے اجازت حاصل تھی۔ آپ کی تالیفات سے شرح وافیۃ الاصول مسمیٰ بہ محصول ہے۔ امام فخر رازی کی کتاب کا نام بھی محصول ہے۔ اس کتاب سے آپکی مہارت فقہ ظاہر ہے۔ آپ نے جس وقت تحصیل علم شروع کی بالوں میں سفیدی شروع ہوگئی تھی۔ تھوڑی مدت میں آپ سرآمد اقران ہوئے۔ آپ کاظمین میں نماز جماعت پڑھاتے تھے۔ ایک وقت شیخ احمد آپ کی مسجد میں آئے۔ آپ کی اقتدا نہ کی فرادیٰ نماز پڑھی شیخ احمد احسائی سے سوال ہوا کیا آپ آقا سید محسن کو عادل اور فقیہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ شیخ احمد نے کہا بیشک عادل اور فقیہ ہیں لیکن میں ان سے اعلم ہوں اور اقتدا ئے اعلم بہ عالم مکروہ ہے۔

احوال آقا محمد باقر بہبہانی

آقا محمد باقر بن ملا محمد اکمل بہبہانی علامۂ دوران نادرہ زمان فاضل بلا ثانی عالم صمدانی سائر مسالک الفاظ و معانی صاحب کرامات باہرہ وحید و فرید محقق و مدقق۔ آپ ۱۱۱۸ھ صفہان میں پیدا ہوئے چند روز بہبہان میں رہے وہاں سے کربلائے معلےٰ میں گئے۔ اپنے والد محمد اکمل کے شاگرد تھے آپ کے والد عالم و زاہد و متقی اور وحید الایام تھے۔ مادر ملا محمد دختر شیخ نورالدین پسر ملا صالح ہے۔ ملا صالح بن احمد مازندرانی ہیں۔ انکی بی بی ملا محمد تقی مجلسی کی دختر تھیں ان کے دس فرزند تھے نورالدین سب سے چھوٹے ملا محمد اکمل کو آقا جمال اور میرزا ئے شروانی اور جناب شیخ جعفر قاضی اور اخوند ملا محمد باقر مجلسی اور آقا محمد باقر بہبہانی کو ملا اکمل سے اجازت حاصل تھی۔ آقا محمد باقر بوجہ تنگدستی کربلائے معلےٰ سے دوسرے شہر میں جانا چاہتے تھے۔ ایک شب حضرت خامس آل عبا کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے میں راضی نہیں ہوں کہ تم میرے قرب و جوار سے باہر جاؤ۔ آپ نے ارادہ فسخ کیا اسی ارض مقدس میں قیام کیا

آپ کے دو فرزند تھے۔ دونوں بھی عالم۔ آقا محمد علی فرزند کلاں دوسرے آقا عبد الحسین آقا محمد علی کربلائے معلی میں پیدا ہوئے سال پیدایش ۱۱۴۴ھ آقا محمد علی چاہتے تھے کہ علامہ بغداد صبغۃ اللہ آفندی سے سبق پڑھیں۔ اپنے والد سے اجازت چاہی آپ نے منع کیا جب اصرار ہوا تو آپ نے استخارہ دیکھا۔ یہ آیت نکلی۔ اِذ قَالَ لُقمٰنُ لِابنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشرِک بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیم۔ آقا محمد علی نے باپ کی نصیحت پر عمل کیا اس کے بعد خود فاضل اور جامع ہوئے۔ اصول فقہ و کلام میں اوحد زماں تھے۔ امر معروف و نہی منکر میں فرید دوراں آپ صوفی کش مشہور تھے۔ جماعت کثیر کو قتل کیا۔ ایک وقت شیخ جعفر نجفی آپ سے ملنے آئے تھے دیکھا کہ چند اشخاص لباس فاخرہ کھڑے ہیں۔ شیخ نے آقا محمد علی سے کہا ان کو بیٹھنے کی اجازت دیجے۔ آقا نے کہا یہ میرے ملازم ہیں۔ میرے حکم سے صوفیوں کو قتل کرتے ہیں۔ اگر یہ بیٹھ جائیں تو میری قدرت وسطوت اسقدر نہ رہیگی۔

نور علی شاہ درویش خود کو مرشد سمجھتے تھے۔ ان کے پانسو مرید تھے۔ جو شخص ان کے پاس جاتا تھا۔ اپنی نشست سے ہاتھ بڑھا کر فرش کے پیچھے سے تازہ روٹی اور کباب شخص حاضر کو دیتے تھے اور اسکو اپنی کرامت بیان کرتے تھے۔ سر مخفی یہ تھا کہ سرنگ کھودی تھی۔ اس کے اندر باورچی موجود تھا۔ جب یہ ہاتھ بڑھاتے باورچی کباب اور روٹی دیدیتا تھا۔ آنیوالوں کو یہ بھید معلوم نہ تھا۔ آخوند ملا علی نوری نے انکی تکفیر فرمائی تھی۔ اسوقت نور علی شاہ مرید و نیکی جماعت کے ساتھ کرمان شاہ میں آئے ایک مراسلہ آقا محمد علی کو لکھا۔ کرمان شاہ پہاڑ کے اوپر ہے اس لئے یہ شعر لکھا ؎ یا شاہ جواہر راسیتیم ٭ ہے ہے جبلی قم قم قم قم ٭ یہ مراسلہ محمد علی کو پہنچا تو جواب لکھا ؎ شیطان بہ لباس انسانی ٭ ہے ہے وبغلی گم گم گم گم۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے شاہ صاحب قتل ہوئے۔ شہید ثالث فرماتے تھے کہ آقا محمد علی منبر پر وعظ کرتے تھے۔ اشعار بھی پڑھتے تھے ؎ شد فصل بہار گشتم از غصہ ہلاک ٭ گلہا ہمہ سر زخاک بیرون کردند ٭ الا گل من کہ سر فرو بردہ بخاک ٭ ایک شخص کا ارادہ ہوا کہ تحصیل علم

کے لئے کربلائے معلےٰ جائے۔ آقا محمد باقر کے گھر گیا آپ نے کہا کہاں جاتا ہے اس نے بیان کیا
کربلائے معلےٰ میں تحصیل کے لئے جاتا ہوں۔ آقا نے کہا علمائے دنیا کا شاگرد نہ ہونا۔ فرزند محمد علی
علمائے دنیا سے ہیں۔ ایک وقت آقا محمد علی رشت میں گئے۔ ہدایت اللہ رشتی نے آپکی بہت
خدمت کی آپ نے ایک کتاب مقامع الفضل اس کے نام ... لکھی۔ آپ کی تمام تالیفات
حسن ہیں۔ رسالہ حلیت در جمع میان دو زن فاطمیہ رد صاحب حدائق رسالہ مناسک حج۔ کتاب
مقامع۔ حاشیہ مدارک ناتمام شرح مفاتیح رسالہ علم رجال۔ آپکی تمام تالیفات احسن ہیں
کتاب مقامع الفضل کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ آپ افضل و جامع تھے۔ آقا محمد باقر کے
دوسرے فرزند کا نام عبد الحسین ہے وہ بھی مرد فاضل تھے آقا محمد باقر بہبہانی السنۃ افواہ
میں معروف بہ ور النسۃ فقہا میں موسس بہبہانی ابتدا میں آپ مرزا بہ میں ... پڑھا تے تھے۔
تقیہ فرما تے تھے۔ اس کے بعد آپ کو اخباریوں پر غلبہ ہوا۔ ... آگ بجھائی۔ صاحب
حدائق شیخ یوسف بحرینی کربلائے معلےٰ میں تھے۔ آقا محمد باقر کے ہمعصر تھے ایک دن آقا ان کی
ملنے آئے اور کہا کہ آج کی شب میں نے حضرت امام حسین کو خواب میں دیکھا ارشاد ہوا کہ اپنے
ناخن ترشو۔ بیدار ہوکر تعبیر سمجھتا ہوں کہ اس سے مراد قلع و قمع مت اخباری ہے۔ تمہارے
پاس بحث کے لئے آیا ہوں۔ صاحب حدائق کربلائے معلےٰ میں فوت ہوئے آقا محمد باقر نے
نماز پڑھی۔ تالیفات آقائے بہبہانی شرح مفاتیح۔ حاشیہ مدارک حاشیہ شرح ارشاد اردبیلی۔
حاشیہ وافی رسالہ اصل برائت و تفصیل مذاہب۔ رسالہ اجتہاد۔ رسالہ طہارت
وصلوٰۃ و زکوٰۃ و خمس و صوم۔ رسالہ ... قیاس۔ رسالہ ... شبہ جبر و اختیار۔ رسالہ
حلیت جمع بیان دو زن فاطمیہ۔ رسالہ اصول دین رسالہ استحباب نماز جمعہ۔ رسالہ حجیت
استصحاب۔ رسالہ مناظرہ۔ رسالہ رویت دیباچہ مقامع ... رسالہ کم عصیر عنبی و تمری۔ رسالہ
عدم اتحاد رویت ہلال ... ازدواں۔ حواشی متفرقہ مفاتیح و تہذیب۔ حاشیہ فوائد
رسالہ حکم و ما معفو عنہا۔ رسالہ احکام عقود۔ رسالہ معنی ایمان و اسلام رسالہ احکام حیض

تاریخ لکھی ہے کہ مقبول عام ہے۔ اسکا نام تاریخ ابن خلکان ہے۔ اس میں لکھا ہے اور علمائے عام نے
بھی کہا ہے کہ ہر ایک ہجری صدی کے آغاز میں مذہب امامیہ سے ایک مروج و مؤسس ہے
چنانچہ پہلی صدی میں مروج مذہب امامیہ جعفر صادقؑ لکھا ہے۔ دوسری صدی کے آغاز میں
امام رضا علیہ السلام تیسری صدی کی ابتدا میں محمد بن یعقوب کلینی۔ اسی طرح سے ساتویں
صدی کے آغاز میں محقق طوسی خواجہ نصیر الدین طوسی گیارہویں صدی میں مروج مذہب
امامیہ آقا محمد باقر بہبہانی ہیں آپ کے قبل اخباری بہت تھے آپ نے انکا قلع قمع کیا ہے۔

احوال ملا محمد باقر مجلسی

ملا محمد باقر مجلسی بن محمد تقی بن مقصود علی مجلسی۔ عالم علیم علامہ دوم فاضل
معظم جامع مفخم فخر عرب و عجم مقتدائے امم۔ اعلم ازہد اجود افضل اعدل اکمل
وجہ تسمیہ مجلسی ظاہرا اینکہ منسوب ہے۔ قریہ اصفہان سے بعض کا قول ہے کہ ملا محمد باقر کے
گہوارہ کو امام عصرؑ کی مجلس میں لیے گئے تھے بعض کہتے ہیں کہ محمد تقی کے والد کا تخلص مجلسی تھا
ملا محمد باقر مجلسی منقول و معقول وغیرہ میں کامل تھے چنانچہ کتاب بحار الانوار میں مطالب عقلیہ
شبہات۔ ادلہ۔ اقوال اور رد حکما کا ذکر کیا ہے مسئلہ کو مضامین اخبار ائمہ اطہار کے
مطابق کیا ہے آپ خزانہ علوم تھے سید نعمت اللہ جزائری نے انوار نعمانیہ میں لکھا ہے کہ آخوند
مجلسی نے برادران مومنین سے خواہش کی تھی کہ ان کے کفن پر خاک شفا سے لکھیں لا دیب
فی ایمانہ۔ اپنی اپنی مہر و دستخط کریں۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ اسلام اور مسلمین پر آخوند کے حقوق بہت ہیں آپ کی تالیفات
آپ کے احسانات ہیں مشہور ہے کہ جسوقت آپ نے کتاب حق الیقین لکھی اسکی شہرت
ہوئی۔ اور ولایت شام تک یہ کتاب پہنچی ستر ہزار سنی۔ شیعہ ہو گئے۔ احادیث و معجزات
قصص و حکایات دعائیں وغیرہ جو آپ نے جمع کئے ترجمہ کیا اس سے عقائد شیعہ محکم ہوئے
اس کے اول جماعت صوفیہ کی کثرت اور غلبہ تھا آپ نے ان کا قلع قمع کیا۔ آپ امر بمعروف و
نہی عن المنکر اور ترویج علم و تدریس و تالیف میں اوحد اہل زمان تھے اصفہان میں امام جمعہ و جماعت

بھی تھے اسوقت شاہ سلطان حسین سلطان تھے ریاست بے نظم تھی لیکن جب تک آخوند زندہ رہے آپ کے بوجود شریف سے ملک سلطان برقرار تھا جسوقت آپ کا انتقال ہوا۔ ولایت قندہار سلطان کے ہاتھ سے گئی ملک میں رخنہ پڑا یہاں تک کہ افغان ملک اصفہان میں آگئے اور سلطان کو قتل کیا آپکی کرامتیں بہت ہیں چند لکھی جاتی ہیں مشہور ہے کہ آپ کا گہوارہ صاحب العصرؑ کی مجلس میں لگئے تھے بعض علمائے جن آپکی مجلس ودرس میں حاضر ہوتے تھے۔ آپکی تالیفات کو آپکی عمر پر تقسیم کیا تو ہر روز ایک ہزار سطر کا حساب ہوا۔ ذالک فضل اللہ ور نہ ہزار سطر روزانہ جبیں زمان ولادت سے ایام سفر وتدریس وغیرہ بھی شریک ہے یہ امر دوسرے کے لئے محال ہے علامہ حلی کی تالیفات کا بھی یہی حال ہے۔ آقا سید محسن بن آقا سید علی طباطبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول ومناہل نے لکھا ہے کہ ایک صاحب بزرگوار خراسانی زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے۔ ملا محمد تقی کے دوست تھے۔ وقت واپسی اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ ایک گھر میں داخل ہوئے ہیں وہاں حضرت پیغمبرؐ اور ائمہ اثنا عشر رونق افروز ہیں بہ ترتیب تشریف فرما ہیں۔ آخر مجلس میں سب کے بعد صاحب العصرؑ ہیں آخوند خراسانی داخل ہوئے تو صاحب العصرؑ کے بعد بیٹھنے کی اجازت ملی ناگاہ دیکھا کہ آخوند ملا محمد تقی گلاب کا شیشہ لائے ہیں پیغمبرؐ وائمہ نے وہ گلاب استعمال کیا آخوند خراسانی کو بھی مرحمت ہوا۔ اس کے بعد آخوند ملا محمد تقی چلے گئے اور قنداقہ لیکر پیغمبرؐ کی خدمت اقدس میں پھر حاضر ہوئے عرض کی اس بچے کے لئے دعا فرمایئے کہ خداوند عالم اس کو مروج دین بنائے حضرت نے وہ قنداقہ لیکر دعا فرمائی اسی طرح ہر ایک امام نے بھی دعا فرمائی آخر میں صاحب العصرؑ نے وہ قنداقہ آخوند خراسانی کو دیا اور ارشاد ہوا تو بھی دعا کر آخوند نے بھی دعا کی اور اس کے بعد خواب سے بیدار ہو گئے۔ اصفہان میں آئے تو ملا محمد تقی کے گھر میں قیام کیا۔ ملا بعد مزاج پرسی وغیرہ گلاب کا شیشہ لائے آخوند خراسانی نے استعمال کیا بلا فاصلہ ملا محمد تقی گھر میں گئے قنداقہ لائے آخوند سے کہا یہ بچہ آج پیدا ہوا ہے تم دعا کرو کہ یہ بچہ مروج دین مبین ہو۔ آخوند خراسانی نے دعا کی اور اپنا خواب بھی بیان کیا۔ آقا سید محمد اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص

کہا علامہ مجلسی کے دشمن تھے جس شب آپ کا انتقال ہوا۔ اسی شب ایک نے خواب دیکھا دوسرے رفیق کو بیدار کر کے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آخوند مجلسی کے گھر میں ہوں آخوند سو رہے ہیں۔ ناگاہ پیغمبر خدا و امیرالمومنین کے ساتھ مجلسی کے پاس تشریف لائے پیغمبر نے داہنا بازو اور امیرالمومنین نے بایاں بازو پکڑ کر کہا اے اٹھو ہمارے ساتھ چلو یہ خواب اس وقت کا تھا اور آخوند بیمار اور فریش تھے۔ رفیق نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے یہ دو شخص آخوند کے گھر کی طرف گئے تو صدائے گریہ وزاری بلند تھی دریافت سے معلوم ہوا کہ آخوند مجلسی کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ ایضاً ایک شخص ساکن بحرین۔ آپ کا مخلص تھا اپنے شہر سے آخوند کی ملاقات کیلئے آیا معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہوا ہے۔ وہ شخص بہت کر ملول و محزون ہوا۔ اسی شب خواب میں دیکھا کہ کسی مکان میں ایک بلند منبر نصب ہے۔ حضرت ختمی مرتبت عرشہ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت امیرالمومنین کسی قدر پائیں ہیں۔ صف انبیاء روبرو ہے اس کے بعد اور صفوف بھی ہیں اور آخوند ملا محمد باقر مجلسی بھی ان صفوف میں کھڑے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا آخوند ملا محمد باقر آگے آؤ۔ آپ حسب الحکم صف علماء سے آگے بڑھے آنحضرت نے پھر ارشاد فرمایا آگے آؤ بہ تعمیل ارشاد مبارک آخوند صف انبیاء سے بھی آگے بڑھے حکم ہوا بیٹھ جاؤ آخوند نے عرض کی التماس حقیر ہے کہ پیغمبروں کی حضوری میں مجھکو شرمندگی ہے جو سب کھڑے ہیں آں حضرت نے ارشاد فرمایا اے انبیاء بیٹھ جاؤ۔ انبیاء بیٹھ گئے۔ اور آخوند پیغمبر کے نزدیک بیٹھے۔

مولف کے والد مرحوم فرماتے تھے کہ مجلسی کے خط کی نقل میں نے دیکھی لکھا تھا بندہ ناطی محمد باقر بن محمد تقی کہتا ہے کہ شب جمعہ سے ایک شب ایک دعا کی طرف نظر کرتا تھا۔ میری نظر دعائے قلیل اللفظ کثیر المعنی پر پڑی قصد ہوا کہ انشاءاللہ آج کی شب یہی دعا پڑھونگا۔ اسی خیال سے وہی دعا پڑھی۔ دوسری شب جمعہ بھی چاہا کہ وہی دعا پڑھوں۔ ناگاہ سقف خانہ سے آواز سنی۔ ایہا الفاضل الکامل۔ ابھی کرام الکاتبین اگلی شب جمعہ کی دعا کے ثواب لکھنے سے فارغ نہیں ہوئے ہیں تم دوبارہ وہی دعا پڑھتے ہو۔ واضح ہو کہ پڑھنا اس دعا کا شب جمعہ

اور دوسرے اوقات میں بھی ثواب عظیم کا باعث ہے۔ والد مرحوم ہمیشہ یہی دعا پڑھتے تھے۔ مؤلف نے سفر خراسان میں ایک کتاب اس دعا کی شرح میں لکھی ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدُ للہ من اول الدنیا الی فنائھا ومن الآخرۃ الی بقائھا۔ الحمدُ للہ علےٰ کل نعمۃ واستغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ یا ارحم الراحمین

(یہ بھی علامہ مجلسی کی کرامت ہے کہ مترجم مطبع میں بھیجنے کے لئے یہ مسودہ مع دعا لکھ رہا ہے اور اسوقت شب جمعہ ہے) ایضاً آخوند مجلسی ایک دن مجلس میں بیٹھے تھے ایک شخص نے کہا فلاں شخص فقہائے کربلا سے ہے اور قایل ہے کہ شراب پاک ہے۔ آپ نے کہا غلطی کی ہے۔ شراب نجس ہے۔ یہ کہکر آپ سوار ہوئے کربلائے معلےٰ میں آئے اس فقیہ کے پاس گئے کہا میں نے اس خصوص میں تیری غیبت کی ہے۔ اس لئے کہ لوگ شراب پینے کی جرات نہ کریں اب تجھ سے معافی چاہتا ہوں فقیہ نے عفو کیا اس کے بعد زیارت سید الشہدا سے مشرف ہوکر مراجعت کی۔ سید نعمت اللہ جزایری آپکے شاگرد ہیں۔ انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ تالیف چند مجلد بحار میں استاد کی مدد کی ہے۔ مراد اعانت سے نہیں ہے کہ العیاذ باللہ تحقیقات وحل مشکلات میں تلمیذ استاد کا شریک رہا ہے بلکہ طریقہ مجلسی یہ تھا کہ مثلاً نزول باران ورعد وبرق کی تحقیق منظور ہوتی تو ایک شاگرد سے ارشاد ہوتا کہ آیات متعلقہ کو جمع کرو وہ شاگرد ان آیات کو جمع کرتا۔ ان کے نیچے کاغذ سفید رکھتا تاکہ آخوند اس کے نیچے تحقیقات لکھیں۔ دوسرے شاگرد سے ارشاد فرماتے کہ اس مضمون کی احادیث فلاں کتاب فلاں صفحہ سے نقل کرو۔ شاگرد نقل کرتا تھا اور آپ دیکھ لیتے تھے بعض وقت کچھ نہ لکھتے تھے کہ اس حدیث کی شرح کی ضرورت نہ ہوتی نسخہ بحار الانوار اسی طرح ہے تالیفات میں اعانت اس طرح تھی نہ یہ کہ تحقیقات وتالیفات میں اعانت ہو۔ ایسی تائید بھی بعض تالیف میں تھی نہ ہر تالیف میں جو شخص خدا کی بندگی کرے اور اس سے ڈرے جمیع مخلوقات اس شخص سے ڈرتی ہے اس کی ہیبت سب کے دلوں میں ہو جاتی ہے چنانچہ احوال ائمہ ہدا میں مذکور ہے۔ سید نعمت اللہ نے انوار نعمانیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ میرے استاد علامہ مجلسی باوجود خوش خلقی کے صاحب ہیبت تھے بہ تقویت

دروازے سے داخل ہوتے تھے ایسی ہیبت اس بزرگوار کی ہمارے دلوں میں ہوتی تھی کہ گویا بادشاہ کے سامنے جاتے ہیں۔ ہمارا دل تڑپتا تھا۔ حالانکہ روز و شب آپ کے سامنے بیٹھتے تھے گفتگو کرتے تھے ہنستے تھے۔ اگر علامہ سے کوئی شخص کتاب عاریتاً طلب کرتا تو آپ فرماتے تھے تمہارے پاس دسترخوان ہے کہ اسپر رکھ کر روٹی کھائیں اگر نہیں ہے تو کہو میں دیتا ہوں کتاب پر رکھکر روٹی نہ کھاؤ۔ ملا علی نوری بھی اسباب علم کی بہت حفاظت کرتے تھے۔ کاغذ کے ریزہ کو جائے محفوظ میں رکھتے تھے کہ کسی کا قدم نہ پڑے۔ اسی طرح ریزۂ قلم۔ مؤلف نے رسالہ تعلیم بزبان فارسی لکھا ہے۔ اسمیں طریقہ مطالعہ و تدریس وغیرہ بہ تفصیل لکھا ہے۔ ایک دن علامہ مجلسی نے شاگردوں سے مذہب دہری کا حال بیان کیا۔ ان کے دلایل کہے۔ ایک شاگرد نے سن کر کہا کہ یہی مذہب حق ہے۔ مجلس سے اٹھا آخوند نے کہا بیٹھو تردید بھی سنو۔ اس نے کہا یہی مذہب برحق ہے اس کے بعد آپ نے درس کلام و حکمت ترک کیا۔

یہ بھی سنا ہے کہ آخوند محمد تقی مجلسی نے کہا تھا کہ والد آخوند ملا محمد باقر حالت جنابت میں ہوئے تھے۔ پلا واضح ہو کہ در زمانہ سابقہ اخبار ائمہ اطہار متفرق تھے۔ ہر شخص جو مسئلہ معصوم سے سن لیتا۔ مانند سوال۔ جواب لکھ لیتا تھا۔ ابواب فقہ کی ترتیب نہ تھی یعنے ایسا نہ تھا کہ مسائل وضو ایک جائے رہیں مسایل طہارت ایک جائے بلکہ تمام اخبار ممزوج و مخلوط تھے ان کتابوں کو کتب اصول کہتے ہیں۔ مانند کتاب یونس بن عبد الرحمان یا صاحبان اصل معتمد و معتبر تھے مثل زرارہ و محمد بن مسلم وغیرہ محمد بن یعقوب کلینی نے کہ ملقب بہ ثقۃ الاسلام ہیں بیس سال کی مدت میں کتاب کافی لکھی اصول عقائد و فروع کو جمع کیا اخبار کو باب وار کیا وہ بزرگوار عالم غیبت صغریٰ میں تھے ان کے بعد محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی نے جمع کئے اس مفید کتاب کا نام من لا یحضرہ الفقیہ ہے۔ آپ کا لقب صدوق ہے اس کے بعد محمد بن حسن طوسی جنکو شیخ الطائفہ کہتے ہیں اخبار معتبر جمع کئے۔ دو کتابیں لکھی ہیں ایک تہذیب کہ شرح مقنعہ شیخ مفید ہے۔ دوسری استبصار یہ تین محمد ہیں۔ چار کتابیں لکھی ہیں۔ یہ چار کتابیں امامیہ مثل شمس الضحیٰ ہیں۔ متاخرین میں تین محمد ہیں۔ محمد بن مرتضیٰ

کاشانی ملقب بہ فیض و محسن۔ آپ نے کتاب وافی شرح کافی لکھی۔ دوم محمد بن حسن آملی نے
اٹھارہ سال کی مدت میں کتاب وسایل لکھی۔ سوم محمد باقر بن محمد تقی مجلسی نے کتاب بحار الانوار
لکھی ہے مثل اس کتاب کے کوئی کتاب خاص و عام میں نہیں ہے خود آپ نے دیباچہ میں لکھا ہے
کسی شخص نے خاص و عام سے اس باب میں مجھ پر سبقت نہیں کی ہے آپ نے ہر ایک کا قول حکما
کا مذہب بمقتضائے مقام لکھا جرح و تعدیل فرمائی قول حق کی تائید کی۔ صاحب وسایل کچھ
عمر تھے دونوں کو ایک دوسرے سے اجازہ حاصل تھا۔ کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے
وطی حایضہ کا کفارہ اول حیض میں ایک دینار وسط میں نصف دینار آخر میں ثلث دینار
میں کفارہ ربع دینا مؤلف کی رائے میں سہو کاتب ہے۔ اسی طرح شب قدر میں قرآن شریف
سر پر رکھکر کہنا۔ اللہم بحق ہذا القرآن الخ۔ حال آنکہ صریح اخبار ہے کہ قرآن شریف سامنے رکھنا چاہیئے
نہ بالائے سر۔ عبارت حدیث بین یدیہ ہے۔ کتاب تذکرۃ الائمہ میں آخوند مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ اہل
سنت کا اعتراض ہے کہ بقول شیعہ ذوالفقار آسمان سے آئی یہ کہنا غلط ہے۔ اس لئے کہ آسمان پر
لوہار کی دکان نہیں ہے۔ الجواب سنی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے لئے جبہ پشمین آسمان سے آیا۔ لہذا
سبحان آخوند ملا علی توش جی و بریش آخوند ملا سعد الدین قسم کہ جس آسمان پر پشم گری کی دکان ہے۔
دکان آہنگری بھی ہے۔

وفات آخوند ملا محمد باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ سال پیدایش جامع کتاب بحار الانوار یعنی ۱۰۳۷ھ
عمر شریف ۷۴ سال۔ آپ کو اپنے والد آخوند ملا آقا محمد تقی مجلسی سے اجازہ حاصل تھا۔ اسی طرح
شیخ عبداللہ بن جابر سے کہ پسر عم آخوند ملا آقا محمد تقی تھے۔

احوال آخوند ملا محمد صالح مازندرانی | آخوند ملا محمد صالح مازندرانی بن احمد۔ آپ فاضل و کامل اور ملا محمد تقی کے شاگرد
اور داماد تھے۔ ابتدا ایسے حال میں فقر و فاقہ بسر ہوتی تھی لکھنے کا کاغذ
تک میسر نہ تھا۔ لکڑی ہڈی پر لکھ لیتے تھے۔ لباس کہنہ ہونے سے مجلس درس میں حاضر نہ ہوتے تھے۔
مدرسہ کے باہر ایک گوشہ میں بیٹھکر آواز درس کی سنتے رہتے تھے۔ جو کچھ تحقیق ہوتی برگ چنار پر لکھتے

اہل مجلس کو خیال ہوتا کہ یہ فقیر ہے۔ اتفاقاً کسی روز مجلس میں ایک مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ دوسرے
دن پر موقوف رکھا۔ دوسرے دن بھی حاضرین سے حل نہ ہوا تیسرے دن ادھر سے ایک اہل
مجلس کا گذر ہوا دیکھا کہ ملا صالح عبا اوڑھے ہوئے برگ چنار پر مسودہ جمع کرتے ہیں یہ شخص اتنے
قریب آیا زیر جامہ نہ ہونے کے سبب سے ملا صالح نے انکی تعظیم نہ کی۔ وہ تین پتے سامنے ڈالدیئے
اس نے وہ مسودہ لے لیا حل لکھی تھی۔ جب تیسرے دن بھی وہ مسئلہ کسی سے حل نہ ہوا تو اس شخص
نے مسودہ پیش کیا ملا محمد تقی کو حیرت ہوئی معلوم ہوا کہ ایک شخص ملا صالح باہر بیٹھا ہے اس نے یہ حل
لکھی ہے۔ ملا کو طلب کیا اہوار مقرر کی یہاں تک کہ آپ ملا محمد تقی کے داماد ہوئے۔ اپنے کتابخانہ میں
جائے دی۔ طالب علوم حق کو فقر و فاقہ سے ملول نہ ہونا چاہیئے۔ خداوند قادر رزاق فقر کو غنا سے
مبدل فرماتا ہے باوجود اس کے کہ فقر زینت علم ہے۔ ملا محمد صالح کا ابتدا میں وہ حال تھا کہ
دروازے کے باہر بیٹھے تھے یا یہ حال ہوا کہ ملا محمد تقی انکو گھر میں لے گئے اور کہا یہ میری لڑکیاں
ہیں ان میں سے جس کو چاہو ایک پسند کرو۔ چنانچہ ملا نے ایک کو پسند کیا اور اسی وقت عقد ہوگیا
آپ ابتدا میں قلیل الحافظہ تھے مگر شوق کامل نے فاضل بنایا۔

ملا سعد تفتازانی نے اپنے فرزند سے کہا تو تحصیل میں کس کے مرتبہ کو پہنچیگا۔ فرزند نے کہا آپکے
رتبہ کو پہونچونگا۔ ملا سعد نے کہا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ ارے میں چاہتا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا
رتبہ حاصل کروں۔ مگر ملا بنا تو ملا بننا چاہتا ہے لہذا کچھ بھی نہ ہوگا۔ ایضاً مشہور ہے کہ سکاکی چاقو
بناتا تھا۔ ایک سال کی محنت میں کمال استادی سے ایک چاقو کا دستہ بنا کر بادشاہ کی خدمت
میں حاضر کیا بادشاہ سکاکی سے ہمکلام تھے کہ ایک ملا آگئے۔ بادشاہ نے کار دگر سے سلسلہ کلام قطع
کرکے ملا کی طرف دیکھا اور ان سے گفتگو ہونے لگی۔ سکاکی نے یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ علم تمام صنائع سے
بہتر ہے چاقو بنانا موقوف کرکے طالب علم بنا استاد نے کہا امتحاناً میں تجھ سے ایک عبارت کہتا
ہوں خوب یاد کرکے سنا وہ عبارت یہ تھی۔ قال الشیخ ابو حنیفہ۔ جلد الکلب یطھر بالدباغ۔ سکاکی نے رات دن میں تقریباً ایک ہزار بار اسکی تکرار کی صبح کو استاد کی خدمت میں آیا

وہ عبارت اس طرح سنائی۔ قال الکلب جلد الشیخ ابو حنیفہ تطہر بالدباغ۔ یہ سن کر استاد ہنسا اور
کہا تو قابل تعلیم نہیں ہے۔ اسکو مایوسی ہو گیا پڑھنا ترک کیا ایک سال تک سیاحت کی خوش بخت نے
اسکو ایک چشمہ پر پہنچایا جس کا پانی قطرہ قطرہ ایک نیچے کے پتھر پر ٹپکتا تھا قطرات کے سلسلہ سے
پتھر میں سوراخ ہو گیا تھا۔ اسکو دیکھ کر کہا باوجودیکہ پانی نرم ہے اور پتھر سخت گہر پانی سے پتھر میں سوراخ
ہو گیا ہے میرا دل نرم پتھر سے تو سخت نہیں ہے اس خیال سے پھر پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ جامع و فاضل ہوا
اور سن کہولت میں عالم و صاحب تالیف بنا۔ آخوند ملا صالح نے معالم الاصول پر حاشیہ لکھا ہے
شرح زبدۃ الاصول شیخ بہائی بھی آخوند کی تالیف ہے اور یہ شرح انکی تمام تالیفات میں بہتر ہے حاشیہ
کافی بھی خوب لکھا ہے۔ آپ کے فرزند آقا محمد ہادی بھی فاضل تھے آپ بھی صاحب تالیف تھے
مثل شرح فارسی من معالم۔ شرح فارسی بر شرح شمسیہ۔ شرح فارسی بر شافیہ۔ ترجمہ قرآن شریف
با شان نزول۔ استخارہ و آیات قرآنیہ۔ آپ نے قاضی بیضاوی کا نام قاضی سوادی رکھا
آقا ہادی کو مرض صرع عارض ہوا تھا۔ اس کے بعد سکتہ سے بیہوش اور مثل مردہ ہو گئے۔ سب کو
ان کے مرنے کا یقین ہوا لیکن بخیال سکتہ آپ کو دفن کر کے ایک سوراخ قبر کا کھلا رکھا۔ دفن کے
بعد آپ ہوش میں آئے دیکھا تو زندہ بگور ہیں۔ اسی وقت نذر کی اگر اس قبر سے سلامتی کے ساتھ
نکلونگا تو قرآن شریف کا ترجمہ لکھونگا۔ اس کے بعد آپ نے صدا بلند کی ایک شتربان وہاں
موجود تھا۔ اس کا اونٹ قبر کے قریب چر رہا تھا قبر کی آواز سے ڈر کر بھاگا اونٹ والا قبر کے
پاس آیا آواز قبر سن کر اہل شہر کو خبر کی۔ آخر اہل شہر آئے اور آپ کو قبر سے باہر نکالا۔ آپ گھر
میں آئے صحت حاصل ہوئی اسی وقت قرآن شریف کا ترجمہ لکھنا شروع کیا۔ اور فی الحقیقت
مختصر مفید خوب لکھا۔ بعض مقامات پر اس مؤلف کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔ آپ صاحب کرامت
تھے۔ انما ولیکم اللہ کے ترجمہ کے مقام پر آپ لکھتے ہیں جو شخص مجھکو پہچانتا ہے پہچانے اور جو
شخص مجھکو نہیں جانتا ہے جانے کہ میں ہادی بن محمد صالح مازندرانی ہوں میری دونوں آنکھیں کور اور
دونوں کان کر ہوں اگر میں جھوٹ کہوں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عمارت رفیع میں قبر اور

صندوق ہے اور وہاں ایک پیر مرد بیٹھے تھے۔ میرے برادر عزیز مولانا عبدالباقی کے ہاتھ میں ایک بڑی کتاب تھی فصاحت و بلاغت سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا کتاب ہے اس مرد پیر نے کہا مصحف علیؑ ہے۔ میں نے وہ کتاب لیکر کھولی اتفاقاً صفحہ دست راست پر یہ آیت تھی۔ انما ولیکم اللہ الخ سطریں طویل تھیں دو سطروں میں وصف اہلبیت میں بیدار ہوا تو وہ کلمات یاد نہ رہے۔ پھر اسی وقت سوگیا۔ وہی خواب دیکھا فقرات یاد کئے لیکن پھر بعد بیداری بجز کلمۂ زوج البتول وصف امیرالمومنین کچھ یاد نہ رہا میں نے اپنے بھائی سے خواب بیان کیا کہ مصحف امیرالمومنین خواب میں دیکھا بھائی صاحب نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اسم مبارک حسین مصحف مبارک امیرالمومنین میں دیکھا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ شارح مفاتیح آقا محمد ہادی بن محمد صالح نہیں ہیں بلکہ شارح مفاتیح آقا ہادی برادر زادہ ملا محسن فیض ہیں۔

احوال آخوند ملا محمد تقی مجلسی

آخوند ملا محمد تقی بن مقصود علی مجلسی اجلسہ اللہ تعالےٰ المجالس الرضوان فاضل روزگار۔ اعظم علمائے اخیار۔ زاہد و متقی۔ آپ علامہ شیخ بہائی کے شاگرد ہیں آخوند ملا صدرا کے ہم عصر تھے آپ کی تالیفات بھی مشہور ہیں شرح من لایحضرہ الفقیہ فارسی ایضاً شرح عربی الموسوم بہ روضۃ المتقین۔ حواشی اصول کافی۔ کتاب شرح صحیفہ کاملہ رسالہ رضاع۔ رسالہ اوزان و مقادیر۔ شیخ اسداللہ کاظمینی نے کتاب مقابیس میں لکھا ہے کہ آپ صاحب کرامات تھے آخوند موصوف نے شرح فقیہ میں خود لکھا ہے کہ جب حضرت آفریدگار نے مجھکو توفیق زیارت حیدر کرار کرامت فرمائی اس برکت سے مکاشفات سے فائز ہوا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت درمیان خواب و بیداری تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ سر من رائے میں ہوں مشہد کو نہایت بلندی اور زینت سے دیکھا۔ قبر عسکریینؑ پر لباس بہشت رکھا ہوا تھا۔ دنیا میں ایسا لباس نہ دیکھا تھا حضرت صاحب الامر علیہ السلام قبر پر تکیہ دیکر تشریف فرما تھے روئے مبارک داہنی طرف تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو زیارت جامعہ با آواز بلند مثل مداح

پڑھنے لگا۔ جب پڑھنا ختم ہوا تو آنجناب نے ارشاد فرمایا خوب زیارت ہے میں نے عرض کی اے آقا میری روح آپ پر فدا ہو۔ زیارت آپ کے جد کی ہے یہ کہہ کر میں نے قبر مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں داخل ہوئے۔ جب میں داخل ہوا نزدیک در ٹھہر رہا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا آگے آؤ میں نے کہا مجھکو خوف ہے کہ ترک ادب سے میں کافر ہو جاؤنگا۔ حضرت نے فرمایا ہماری اجازت ہے تو کچھ خوف نہیں ہے میں کسی قدر آگے بڑھا مگر خوف ناک تھا۔ جسم میں لرزہ تھا حضرت نے کہا آگے آؤ۔ میں اور آگے بڑھا۔ اور یہاں تک کہ حضرت کے قریب پہنچا۔ ارشاد ہوا بیٹھو۔ میں نے عرض کی ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا خوف نہ کر بیٹھ جا۔ میں اس طرح بیٹھا کہ جس طرح آقا کے سامنے غلام بیٹھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا آرام سے بیٹھو مربع بیٹھو تم کو بڑی زحمت ہوئی پیادہ پا برہنہ آئے۔ اس کے بعد کے ارشادات بھول گیا خواب سے بیدار ہوا۔ اسی روز اسباب سفر فراہم ہوئے حال آنکہ مدت سے راستہ بند تھا۔ مانعات رفع ہوئے۔ پیادہ اور پا برہنہ زیارت سے مشرف ہوا ایک شب روضۂ مقدس میں زیارت پڑھ رہا تھا معجزات عظیمہ مشاہدہ کئے۔ شرح زیارت جامعہ میں شیخ احمد احسائی نے یہ حکایت آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کے مشایخ اجازت یہ ہیں شیخ بھائی۔ ملا عبداللہ تستری قاضی معزالدین محمد۔ شیخ یونس جزائری۔ قاضی ابو شرف۔ شیخ عبداللہ بن شیخ جابر۔ پسر عمہ اور آخوند ملا محمد تقی۔ محمد قاسم خالوے آخوند محمد تقی۔ شیخ ابوالبرکات واعظ۔ امیر شرف الدین علی۔ شیخ جعفر بن عباس نجفی۔ شیخ محمد تیلسنی۔ اسی طرح تا محمد بن ثلثہ۔

اوایل حال میں جب تک آپکی شہرت نہ تھی ایک شخص جو آپ کا معتقد تھا حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی کہ میری ہمسایہ میں ایک شخص ہے۔ جسکی بد سلوکی سے میں بتنگ ہوں۔ رات کو فساق واشرار کو جمع کرتا ہے۔ لہو و لعب و شرب خمر میں مصروف رہتے ہیں صبح تک یہی حال رہتا ہے۔ ممکن ہو تو اس کا علاج فرمایئے۔ آپ نے کہا آج انکی دعوت کر میں بھی رہونگا۔ شاید خدا وند عالم اس واسطہ سے انکو راہ ہدایت پر لائے۔ یہ سنکر اس شخص نے ان کو دعوت دی۔ رئیس اشرار نے

کہا کیا سبب ہے کہ تو بھی ہم میں شریک ہو گیا۔ اس نے کہا ایسا ہی اتفاق ہوا تمام اشرار بہت
خوش ہو گئے۔ دعوت کے وقت آخوند سب سے اول جا کر ایک گوشہ میں بیٹھے رہے۔ ناگاہ رئیس
اشرار جماعت فساق کو لیکر آیا آخوند کو دیکھا تو ناگوار ہوا کہ یہ ہمارے غیر جنس ہیں۔ اٹھا دینے کی
نیت سے کہا آپ کا شیوۂ عبادت بہتر ہے یا ہمارا طریقہ رندی۔ آخوند نے کہا دونوں کا بیان
تفصیل سے سنوں تو رائے قایم کروں۔ رئیس اشرار نے کہا ہاں یہ بات تو انصاف کی ہے
سنئے عالی جناب ہماری ایک صفت یہ ہے کہ جب ہم کسی کا نمک کہاتے ہیں تو اس کے ساتھ
خیانت نہیں کرتے۔ آخوند نے کہا اس کا مجھکو یقین نہیں ہے۔ اس نے کہا میری جماعت میں
یہ امر مسلم ہے۔ آخوند نے کہا تم نے خدا کا بنایا ہوا نمک کہایا ہے یا نہیں۔ جب اس بدمعاش
نے یہ بات سنی بے اختیار اپنی جائے سے اٹھا اس کے تابعین بھی برخاست کرکے چلے گئے
میزبان نے آخوند سے کہا یہ لوگ غضبناک گئے ہیں۔ آخوند نے کہا انجام کار دیکھنا تک تو ہوا
صبح ہوئی تو رئیس فساق جناب آخوند کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی شب گذشتہ کے کلام
کا مجھ میں اثر ہوا غسل کرکے حاضر خدمت ہوا ہوں توبہ کرتا ہوں شرایع دین تعلیم فرمائیے۔
الحاصل جناب آخوند کی تاثیر نفس سے اس کو ہدایت ہوئی۔ مؤلف نے یہ حکایت حاجی محمد
صالح برغانی سے سنی ہے۔ بالائے منبر فرماتے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ بعض کا خیال ہے آپ صوفی تھے۔ آخوند ملا محمد باقر مجلسی نے رسالہ اعتقادات
ایک شب میں لکھا ہے اس رسالہ میں لکھتا ہے کہ میرے والد کی نسبت کسی کو صوفی ہونے کا
خیال نہ ہو میں ان کے احوال و عقائد سے بخوبی واقف ہوں بلکہ میرے والد صوفیوں کو بد جانتے
تھے۔ چونکہ صوفیوں کو غلو تھا اس لئے ابتدا میں آپ خاموش تھے انکی شقاوت کی آگ بجھانیکے
بعد آپ نے اعتقادات ظاہر کئے۔ میرے والد زاہد متقی عابد عالم فاضل تھے۔

آقا سید ابوجعفر کا بیان ہے کہ قاضی جنات آخوند ملا محمد تقی کا تابع تھا۔ اصفہان
میں ایک شخص نے شوخی سے ایک عجب نام لیکر کہا اس دلہن کو پکڑ۔ دلہن غائب ہو گئی۔ اور

باوجود تلاش نہ ملی آخر مایوس ہوکر ملا محمد تقی مجلسی سے کہا تو آپ نے قاضی جن کو طلب کیا۔ اور دلہن کو ڈھونڈ کر لانے کا حکم دیا۔ قاضی جن نے دلہن کو لاکر کہا اس کے شوہر نے جو نام لیا تھا۔ اتفاقاً وہ جن اسوقت حاضر تھا اس لئے لے گیا تھا۔

احوال شیخ بہائی

محمد بن حسین بن عبدالصمد الحارث العاملی الہمدانی معروف یہ حارث اعور کہ اصحاب حضرت امیرالمومنین سے تھے۔ اشعار یا حار ہمدان من یمت یرنی انکی طرف خطاب ہے۔ محمد بن حسین۔ فقیہ جلیل اصولی اصیل تفسیر میں بے عدیل علم معقول میں حکیم نبیل تھے۔ اور علامہ زمان نادر آوان مشید ارکان دین متقن قوانین موسس اساس حبل المتین زبدہ متقدمین و متاخرین۔ شرف الشمسین فلک فقاہت اولین آسمان علوم آخرین تھے۔ آپکا لقب بہاالدین ہے۔ خاتم المجتہدین قدوہ محققین مقتدائے متاخرین۔ مفتاح فلاح مفلحین تحقیق میں رئیس محققین اور تدقیق میں پیشوائے مدققین تحریر و تقریر میں اوحد انام نثر و نظم میں مقبول خاص و عام تھے

آپ اپنے والد شیخ حسین کے شاگرد تھے۔ شیخ نے حاشیہ تفسیر قاضی پر لکھا ہے کہ ان کو آخوند ملا عبداللہ یزدی سے کہ صاحب حاشیہ تہذیب منطق ہیں تلمذ حاصل ہے۔ آخوند موصوف ملا جلال دوانی کے شاگرد ہیں۔ ملا جلال سید شریف کے شاگرد ہیں۔ تہذیب منطق پر ملا جلال کا بھی حاشیہ ہے اس کا نام نقطہ فولاد رکھا ہے ملا عبداللہ نے اس پر خوب حاشیہ لکھا ہے۔ آخوند ملا عبداللہ صاحب کرامت تھے ایکبار اصفہان میں آئے تھے شب کا وقت تھا۔ توجہ باطن سے اصفہان کی طرف نظر کی۔ اور ملازمین سے کہا ہمارا اسباب اٹھاؤ کہ اس شہر سے جلد روانہ ہوجائیں میں دیکھتا ہوں کہ اس شہر میں کئی ہزار شراب خانے ہیں۔ ایسا نہ ہو اس پر عذاب نازل ہو اور ہم بھی جل جائیں۔ ملازمین نے اسباب اٹھانا شروع کیا سوار ہوکر ابھی شہر کے باہر نہیں گئے تھے کہ صبح کا وقت قریب ہوا اور آپ نے دوبارہ شہر کی طرف توجہ فرمائی اور ملازمین سے کہا۔ پلٹو۔ کئی ہزار جا نماز بچھی ہیں لوگ نماز شب پڑھ رہے ہیں اب مانع عذاب ہے یہ کہہ کر مراجعت فرمائی کرامت علامہ شیخ بہائی آخوند [illegible] اصحاب [illegible]

کے ساتھ اصفہان کے قبرستان میں گئے۔ اس قبرستان کو تختہ فولاد کہتے ہیں اہل قبور کی زیارت کے بعد اصحاب سے الگ ہو کر ایک قبر کے قریب جا کر صاحب قبر سے ہمکلام ہوئے اصحاب دونوں کی آوازیں سنتے تھے مگر کلام نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے بعد جناب شیخ وہاں سے گھر کی طرف چلے عبا سر پر ڈالی کسی سے بات نہ کی گھر میں آکر دروازہ بند کرنے کا حکم دیا کسی کو گھر میں آنے نہ دیا۔ ایک ہفتہ کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ وصیت کے مطابق جسد مبارک کو جوار امام رضا علیہ السلام گوشہ مسجد میں دفن کیا۔ مؤلف کتاب کو بزمانہ زیارت مشہد مقدس شیخ بہائی کی قبر کی زیارت حاصل تھی مسجد اصفہان چند بادشاہان صفویہ کی کوشش سے بنی ہے شاہ عباس کے زمانہ میں تعمیر ختم ہوئی۔ اس مسجد میں پانچ چیزیں نادرۂ روزگار قابل یادگار تھیں ہر ایک کی قیمت سات ہزار تومان تھی۔ جن میں ایک نیر دوراں نہایت نفیس اور عدیم النظیر سامنے کی دیوار میں نصب تھا۔ دوم سنگ سماق کا ایک ٹکڑا دیوار میں لگا تھا۔ سوم سنگ مرمر کے ایک ٹکڑے کا بلند منبر تھا جس کی سترہ یا اٹھارہ سیڑھیاں تھیں چہارم مسجد کا دروازہ پنجم مسجد کے دروازہ پر ایک بیش بہا طلائی زنجیر آویزاں تھی جب یہ عظیم الشان مسجد تکمیل کو پہنچی بادشاہ کی نگاہ شوق اس کے لئے امام جماعت کی تلاش میں چاروں طرف نظر دوڑائی عقل جوہر شناس نے مقدس اردبیلی جیسے جوہر فضل کی طرف انتخاب کا اشارہ کیا سلطان کو علما سے بہت اعتقاد تھا خصوصاً مقدس اردبیلی کے ساتھ۔ ایک بار مقدس اردبیلی نے سلطان کو خط لکھا تھا عنوان خط میں۔ "اخ اعز شاہ عباس"۔

سلطان نے اس خط کو محفوظ رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ یہ خط میرے کفن میں رکھ دینا۔ نائب امام نے مجھکو بھائی لکھا ہے اگر میں مستحق عذاب ہوتا تو آپ مجھکو بھائی کیوں لکھتے یہی حجت قبر میں کافی ہے الغرض بادشاہ کی رائے اس پر قرار پائی کہ اصفہان شہر میں شاہی جامع مسجد کا پیش نماز جمعہ جماعت جناب مقدس اردبیلی جیسا ذی کمال

مجتہد ہونا چاہیئے! آنجناب اسوقت نجف اشرف میں سکونت پذیر تھے بشیران دولت آنجناب کے بلانے میں مشورہ طلب کیا سب نے عرض کی کہ جناب مقدس نہ آئیں گے۔ بلانا لاحاصل ہے۔ بادشاہ نے نہ مانا اور شیخ بہائی کو طلب کرکے فرمایا جس طرح ہوسکے جناب مقدس اردبیلی کو یہاں لائے آپ کے جانے سے امید ہے کہ آجائیں گے۔ جناب شیخ نے منظور کیا بادشاہ نے سواری وغیرہ کا انتظام اور اپنے خاص خادموں کو ساتھ کرکے جناب شیخ کو نجف اشرف روانہ کردیا۔ جناب شیخ عتبات عالیات سے مشرف ہوکر مقدس اردبیلی کے مکان پر گئے۔ رسمی ملاقات کی گفتگو کے بعد جناب شیخ نے آنیکا مقصد بیان کیا انکار و اصرار کے بعد جناب مقدس راضی ہوگئے سفر کی تیاری بھی ہوئی شاہی ملازمین نے سواری کے لئے گھوڑا پیش کیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا میری سواری کے لئے میرا درازگوش موجود ہے آپ کا دستور تھا کہ جب اپنے درازگوش پر سوار ہوکر کہیں جاتے تھے آدھے راستے سوار جاتے اور آدھے پیدل۔ درازگوش اپنی مرضی خواہ آہستہ چلتا خواہ تیزی کبھی قمچی وغیرہ نہ مارتے جہاں سبزہ وغیرہ دیکھکر چرنے لگتا روکتے نہ تھے۔ جب تک کہ خود نہ بس کرے۔ اب سب شاہی ملازم اور جناب شیخ گھوڑوں پر سوار اور جناب مقدس اپنے درازگوش پر روانہ ہوئے درازگوش کی آہستہ چال کے سبب باقی ہمرکاب تھوڑی دور تو اپنے گھوڑوں کو آہستے لیئے گئے جناب شیخ نے آخر فرمایا جناب آپ درازگوش کو ذرا تیز کیجئے فرمایا نہیں یہ حیوان ہے تھوڑی دور جاکر آپ درازگوش سے اتر کر پیادہ ہوگئے۔ جناب شیخ نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا جانور سے کام لینے میں رعایت عدل چاہیئے۔ اتنی دور مجھے اٹھا کر چلا ہے اب اتنا ہی آزاد ہوکر خالی آرام سے سبک چلے جناب شیخ نے کہا گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ فرمایا اپنی سواری ہوتے ہوئے یہ نہیں ہوسکتا۔ جناب شیخ نے کہا اے جناب اس طرح سے راستہ طے ہونا مشکل ہے۔ فرمایا میں تو اسی طرح چلونگا۔ تھوڑا آگے چلے تھے کہ درازگوش سبزہ دیکھکر چرنے لگا۔ جناب شیخ نے آہستہ سے

اس کو تمھی ماری تا کہ جلدی چلے۔ اور راستہ طے ہو۔ جناب مقدس کو یہ امر ناگوار گذرا فرمایا
تم نے میرے دراز گوش کو بے خطا کیوں ایذا دی تم تو ملک عجم کے علما میں ہو تمہارا یہ حال
ہے کہ میری مملوک شے کو میری موجودگی میں بے قصور سزا دی اور ظلم کیا اس ملک کے
عام لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ بس میں ایسے ملک میں جانا نہیں چاہتا۔ ہر چند جناب شیخ
اور سب ہمراہیوں نے اصرار سے التجا کی مگر آپ نے نہ مانا اور اسی مقام سے واپس ہو گئے
ایضاً۔ ایک روز شیخ بہائی اور میر فندر استر آبادی کسی قصر شاہی میں بیٹھے تھے میر صاحب
عرفا سے تھے اور مشہور تھا کہ ان کا جسم کیمیا ہے رانگا تانبا پیتل ان کے جسم سے مس
ہوتا تو سونا ہو جاتا تھا۔ ان کے مرنے کے بعد اہل ہند نے چاہا تھا کہ انکی لاش کھود کر
اپنے ملک میں لیجائیں۔ اس لئے ان کی قبر مستحکم بنائی گئی تھی۔ حاصل اینکہ جناب شیخ اور
میر صاحب قصر شاہی میں بیٹھے تھے کہ شیر خانہ شاہی سے ایک شیر زنجیر توڑ کر آیا۔ اور
ان دونوں کے سامنے موجود ہوا۔ دیکھا تو اس مجلس کا طواف کیا اور باہر گیا کسی کو
اذیت نہ دی اس مجلس کی حالت اور شیر کی صورت کو اصفہان کے ہشت بہشت
میں اسی کیفیت سے بنائی ہے۔

شیخ بہائی نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ مجھ سے سوال ہوا۔ صدوق بالاتر ہیں
یا زکریا ابن آدم۔ میں نے کہا قاعدہ سے زکریا ابن آدم صدوق سے بالاتر ہونا چاہئے
اس لئے کہ علمائے رجال سے صدوق کی توثیق اور زکریا ابن آدم کی کتب رجال میں
توثیق ہے۔ ائمہ کی خدمت میں انکی جلالت و قربت کو لکھا ہے کہ زکریا ابن آدم حضرت
امام رضا کے ساتھ ہم کجاوہ تھے کہ مکہ معظمہ جاتے تھے یہ بھی نہایت جلالت ہے اس شب
کے بعد صدوق رضی اللہ عنہ کو میں نے خواب میں دیکھا سلام کیا تو بے توجہی فرمائی
میں نے کہا مجھ سے اعراض کا سبب کیا ہے۔ جواب دیا کہ تم کو کس طرح سے معلوم
ہوا کہ زکریا ابن آدم کو مجھ پر ترجیح حاصل ہے اسی حال میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

مؤلف کا خیال ہے کہ اہل قم روایت میں بہت احتیاط کرتے تھے اگر راوی ضعیف ہوتا
اور روایات کی نقل کرتا تو اس کو قم سے باہر کر دیتے تھے اور جس شخص کی روایت سے ایمہ
کی شان میں غلو محسوس ہوتا تھا اس کو بھی نکال دیتے تھے پس اعتماد اہل قم کافی ہے صدوق
مشائخ اجازہ اور معتمد مومنین معتمد مسلمین بلکہ مشائخ ثلثہ سے تھے آپ کی کتاب کتب اربعہ میں معتبر
و مسلم ہے شیخ مفید آپ کے شاگرد تھے آپ دعائے حضرت عسکری یا دعاے صاحب العصر
سے پیدا ہوئے ہیں بکثیر روایات و کثرت تالیفات دونوں کے علاوہ آپ کے نام کے
ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے یہی ترضی کافی ہے۔ توثیق صدوق میں کوئی شک نہیں ہے۔
مؤلف نے اس کو بہ تفصیل اپنی تالیفات میں لکھا ہے شیخ بہائی اکثر علوم میں واقف کامل اور
ریاضی میں یگانہ زمانہ تھے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ایک مربع پتھر پر نقش لکھا تھا۔ اور اس کو
سرحد ایران میں دفن کیا تھا کہ وبا داخل نہ ہو شیخ کے وقت سے فتح علی شاہ کے زمانہ تک
مرض وبا شایع نہ ہوا۔

فتح علی شاہ کے زمانہ میں شاہزادہ حسین علی مرزا حاکم شیراز تھے سلطنت کی آرزو میں
درہم و دینار جمع کرتے تھے اس سنگ مدفون کو انگریزوں کے ہاتھ بارہ ہزار تومان
لیکر فروخت کیا اس سے غافل کہ بہ مضمون قل اللہم مالک الملک۔ بادشاہی خدا کے اختیار
میں ہے۔ اس پتھر کے نکالنے کے بعد ایران میں وبا پھیلی اس کے بعد طاعون شایع ہوا۔ اور
اب تک اکثر سال ایران وبا سے خالی نہیں ہے۔ ایضاً شیخ نے ایک پتھر اسی طرح اصفہان
میں بھی دفن کیا تھا کہ یہاں طاعون نہ ہو۔ اسوقت سے اب تک اصفہان میں طاعون نہ ہوا
حال آنکہ تمام بلاد ایران میں طاعون ہوا مگر اصفہان محفوظ رہا ایضاً۔ مشہور ہے کہ ایام سیاحت
میں شیخ بہائی کوہ سراندیب پر پہنچے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا آپ
اس کو دیکھتے تھے اور وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس شخص نے کہا "غذا حاضر کرو"
آپ نے ہر چند نگاہ کی کوئی مخاطب نہ تھا اور ہوا سے دسترخوان اترا۔ اس شخص نے

سامنے دسترخوان بچھا متعدد غذائیں تھیں۔ اسی شخص نے کہا۔ اے وہ شخص جو میری نظر
سے غائب ہے آ میرے ساتھ کھا آپ نے ہرچند ادھر ادھر دیکھا اپنے سوا کسی کو مخاطب
نہ پایا۔ یہ سنکر اس کے قریب آ گئے اسکے ساتھ غذا تناول فرمائی جب دونوں کھانے سے
فارغ ہو گئے تو اس شخص نے باقی غذا زمین پر پھینکدی۔ آپ نے کہا کفران نعمت کا سبب
کیا ہے اس نے کہا فیض چاہئے کہ عام ہو۔ اس زمین پر حیوانات بہت ہیں خدا کی روزی
کھائینگے۔ اس کے بعد کہا۔ دسترخوان اٹھاؤ۔ اسی وقت دسترخوان ہوا میں غائب ہو گیا۔ ایضاً
آپ کتاب کشکول میں لکھتے ہیں کہ اگر میرے والد مجھکو دیار عجم میں نہ لاتے۔ البتہ میں آج کون
زاہد اہل زماں ہوتا۔ لیکن عجم میں آ گیا ہوں۔ ملوک وامرا کی غذائیں کھاتے ہیں۔ ان کا
لباس پہنا اہل عجم سے معاشرت کی وہ زہد و تقویٰ حاصل نہ ہوا۔ حدیث میں وارد ہے کہ
بعض سفر میں اصحاب کبار سید ابرار پیاسے ہوئے پانی نایاب تھا۔ رسول خدا نے
انگشت سبابہ بلند کی اس سے آب خوش گوار مثل نہر کے جاری ہوا۔ اصحاب اور جانور
سب سیراب ہو گئے۔ شیخ بہائی نے جب یہ حدیث دیکھی کہا اگر پانی انگشت خنصر یا بنصر سے جاری
ہوتا البتہ میں سحر کا گمان کرتا۔ لیکن چونکہ سبابہ مبارک سے جاری ہوا لہذا میں قطعی کہتا ہوں کہ
آپ پیغمبر خدا ہیں۔ اس کلام شیخ کا مطلب آخوند ملا علی نوری سے دریافت کیا گیا کہ اسمیں
کیا فرق ہے کہ پانی سبابہ مبارک سے جاری ہو تو کیا اور خنصر و بنصر سے ہو تو کیا کہ معلوم
ہو کہ اوّل معجزہ ہے اور ثانی میں احتمال سحر ہے۔ آخوند نے بہت تامل کے بعد کہا میں نے
اس میں ہرچند فکر کی مگر سبب معلوم نہ ہوا شیخ کے کلام میں اس قسم کے مشکلات بہت ہیں۔
ایضاً نماز جمعہ اصفہان میں میر باقر داماد پڑھاتے تھے بادشاہ ہر جمعہ شامل جماعت ہوتے تھے
لکھا ہے کہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے وقت پر نمازی جمع تھے بادشاہ بھی حسب عادت آ گئے
مگر میر باقر داماد کے آنے میں کچھ دیر ہوئی۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ نماز جمعہ کا وقت
نہ جاتا رہے شیخ بہائی کی طرف اشارہ کیا کہ آپ پڑھائیے شیخ صاحب نماز پڑھانے کھڑے

ہو گئے شروع نہ کرنے پائے تھے کہ میر دا ماد آ گئے آگے بڑھ کر عصا سے شیخ کو اشارہ کیا شیخ صاحب
پچھلی صف میں چلے گئے اور میر صاحب نے بدستور نماز پڑھائی۔ بعض کا غلط گمان ہے کہ مثنوی
نان وحلوا میں خاص کنایات سے مراد میر داماد ہیں۔ مؤلف کے خیال میں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ
شیخ اور میر دونوں عالم وزاہد ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ مثنوی نان وحلوا سفر حجاز میں لکھی گئی ہے۔ سوانح سفر حجاز نام رکھا بعض علما
نے تصوف کی نسبت دی ہے کہ مسایل میں شیخ نے تجدد طبعی کی ہے کئی بار تقلید تجدد رائے
حسن اجتہاد مجتہد ہے۔ دوم اینکہ آپ نے تعلیم ترک فرمائی سیاحت میں مصروف رہے اکثر عمر
سیاحت میں صرف ہوئی۔ سوم اینکہ بعض کلمات سے تصوف کا اشارہ معلوم ہوتا ہے مثال سے
کاکل مشکین بدوش انداختہ۔ وزنگاہے کار عالم ساختہ بعض اشخاص نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ
کاکل مشکیں سے مراد تعینات ہے کہ عارض ذات وجود حق پر ہوئی ہیں یہ وحدت وجود ہے۔
اس کے مفاسد ظاہر ہیں اسی طرح اور اشعار بھی ہیں۔ آخر کتاب مفتاح الفلاح میں لکھا ہے
سورہ حمد کی تفسیر میں کہ حضرت صادق یا دوسرے امام (زین العابدین) ایاک نعبد کی بہت تکرار
فرماتے تھے سبب دریافت ہوا فرمایا میں نے اسقدر کہا کہ اس کلام کو اس کے قایل سے کہ خدا ہے سنا
(امام زین العابدین نے ایک وقت ایاک نعبد نماز میں پڑھا تو زمین آسمان ہر طرف سے یہی صدا
آرہی تھی ایاک نعبد) (مترجم) یہ تاویل اسی طرح ہے کہ شیخ محمود شوستری نے گلشن راز میں لکھا ہے
روا باشد انا اللہ از درختے۔ چرا نبود روا از نیک بختے۔ یہ صریح وحدت وجود میں ہے چہارم اینکہ
شیخ نے اپنی کتابوں میں صوفیہ کی تعظیم کی ہے۔ ادب سے نام لیا ہے ازاں جملہ سے وابتدا منہا
بنظم المثنوی للحکیم المولوی المعنوی بشنو از نے چوں حکایت میکند۔ وز جدائی ہا شکایت میکند۔
اسی طرح کتاب کشکول کے بعض مقامات میں لکھا ہے۔ قال العارف الربانی۔ والفاضل الذی
لیس لہ ثانی۔ محی الدین عربی پنجم اینکہ جسوقت شیخ بہائی نے یہ شعر لکھا سے کاکل مشکیں بدوش انداختہ
وزنگاہے کار عالم ساختہ۔ اور شیعہ آپ کے والد کی خدمت میں پہنچا آپ نے خفا ہو کر تادیب فرمائی

ششم اینکہ بعض اعتقاد ضعیف تھے مثل اس کے کہ مکلف اگر بذل جہد کرے تحصیل دلیل میں اس کی
حرج نہیں ہے اگرچہ اپنے اعتقاد میں مخطی ہو نار میں مخلد نہ رہیگا۔ اگرچہ بخلاف اہل حق ہو۔ حال
آنکہ اس سے لازم ہوگا کہ علمائے ضلال۔ روسا و کفار مخلد النار نہ ہوں جو وقت کہ شبہ رکھتے
ہوں اور وہ شبہ باعث ضلالت ہو مانند جبر وغیرہ یہاں تک اعتراضات کا بیان ہوا لیکن بخیال
مؤلف یہ اعتراضات درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ جناب شیخ کا دامن ان مطاعن کے لوث
سے منزہ ہے۔ آپ ازہد و افضل و اعلم اہل زماں تھے۔ تجدد رائے دلالت حسن اجتہاد مؤلف
قوت تصرف میں ہے نہ اینکہ عدم تجدد رائے دلالت سلب اجتہادی ہو۔ یا العیاذ باللہ
دلیل تصرف نہ ہو۔ آپ کے اجتہاد سرآمد اجتہاد مجتہدین ہیں۔ اسکے سوا کس شخص نے آپکے
تمام فتاوی دیکھے ہیں کہ یقین تجدد رائے ہو۔ آپ نے کتاب اثنا عشریہ مشرق الشمسین حبل المتین
جامع عباسی لکھی کس شخص نے سب کا مطالعہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں ہر ایک جگہ
باہم اختلاف نہ ہو۔ اور یہ قول کہ تجدید رائے دلیل حسن اجتہاد ہے ہم کہتے ہیں بلکہ عدم تجدید رائے
دلیل ہے کہ مقام استدلال میں نہایت جد و جہد کی ہے کہ دوبارہ اس اجتہاد سے تجاوز نہیں
ہے۔ بلکہ مسئلہ ان کے پاس بدیہی ہے الحاصل انکی شان ایسے اعتراض سے اجل ہے دوسرے
اعتراض کا یہ جواب ہے کہ شیخ نے اکثر عمر سیاحت میں بسر نہیں کی ہے بلکہ مکہ معظمہ تک گئے ہیں۔
اور اپنے والد کے ساتھ ہرات تک بھی گئے ہیں دوسری سیاحت ہم پر ثابت نہیں ہے سوا اسکے
علاوہ سیاحت موجب فساد عقیدہ و باعث کفر و نفاق بھی تو نہیں ہے اور لازم نہیں کہ مومن یا
مجتہد روز و شب اپنے گھر میں رہے یا تالیف و تصنیف و تدریس ہی کرتا ہے یہ اعتراض بھی
بالکل مہمل ہے۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کاکل مشکین کا وحدت وجود سے کوئی
سلسلہ نہیں ہے طریقہ شعرا ہے کہ اولاً قصاید میں ذکر محبوب کرتے ہیں جس طرح مربع قصیدہ حسنہ
ہے مدح امیر المومنین میں۔ حضرت امام رضا نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر ارشاد فرماتے ہیں
اس قصیدہ کو حفظ کرو۔ اور جو شخص اس قصیدے کو حفظ کریگا بروز قیامت جہنم میں اور اس شخص

سکے بیچ میں حجاب ہوگا۔ ورنہ ارشاد ہوتا۔ سید اسمٰعیل حمیری نے تشبیب کرکے اپنے عشق بازی کو
بیان کیا ہے۔ پس کا کل مشکیں بھی اسی طرح ہے۔ سید نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ شیخ بہائی
ہر فرقہ سے معاشرت رکھتے تھے۔ ہر اہل ملت سے ملاقات فرماتے تھے۔ مصر میں ایک شخص نے
کہا تھا کہ شیخ بہائی علمائے عامہ سنہ سے ہیں۔ میں نے کتاب مفتاح الفلاح دکھائی اس کو بہت
تعجب ہوا۔ قصیدہ مدح حضرت قائم علیہ السّلام میں خود شیخ نے لکھا ہے ۔ خالطا ابناء الزمان
بمقتضی عقولہم۔ اس سے اعتراض چہارم کا بھی جواب ظاہر ہے کہ مقصود شیخ یہ تھا کہ ہر گروہ
سے انکے مذہب کے مطابق گفتگو کریں تا کوئی شخص ان سے انکار نہ کرے آداب علما یہی ہے کہ
ارباب علم کی تعظیم کریں۔ اس لئے علمائے عامہ کا نام علمائے خاصہ تعظیم سے لیتے ہیں اسیطرح
علمائے خاصہ کا نام علمائے عامہ بھی بہ تعظیم لیتے ہیں۔ یہ طریقہ اداب و اخلاق ہے۔ اعتراض
پنجم کا جواب یہ ہے کہ یہ حکایت معترض کو معلوم ہو تو ہو ہم نے کسی سے نہیں سنی۔ اس کے علاوہ یہ
مثنوی سفر حجاز میں لکھی گئی اسوقت شیخ کے والد زندہ نہ تھے۔ فرزند پر عتاب کس طرح کرتے کیا
سزا دیتے۔ بصورت تادیب۔ تادیب دلیل فساد عقیدہ نہیں ہے مصلحت وقت ہے۔
جواب اعتراض ششم بہ فرض قول شیخ۔ یہ قول مقتضائے لطف ہے اسواسطے کہ جو جد کہ بعد
بقدر مقدور اس امر پر پہنچا کہ واقعی ہے اس پر اگر معذب ہو ظلم و تکلیف مالایطاق لازم ہوگی۔
مخالفین و کفار کی جو نظیر دی ہے ہم کہتے ہیں کلام شیخ کبریٰ ہے صغریٰ میں نہیں ہے یعنے اگر ایسا
شخص پایا جائے معذب نہ ہوگا۔ صغریٰ یہ ہے کہ ایسا شخص پایا جاتا ہے یا نہیں شیخ نے نہیں کہا
در ایسا شخص پایا جاتا ہے یعنے آیا قاصر پایا جاتا ہے یا نہیں اگر شیخ اس مقام میں کہتے کہ پایا جاتا ہے
البتہ نقض مخالفین بمقام ہوتا۔ لیکن شیخ نے ایسا نہیں کہا۔ مقتضائے آیہ شریفہ۔ والذین جاھدو
فینا لنہدینہم سبلنا۔ عدم وجود قاصر پر دال ہے اسی طرح فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔
اسی طرح حدیث کل مولود یولد علی الفطرہ و انما ابواہ یہودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ۔ اور قاعدہ
لطف کا اقتضا بھی یہی ہے۔ مخالفین و کفار نے نحو حقیقت سے مجاہدہ نہیں کیا ہے بلکہ دنیا

کیلئے حق سے چشم پوشی کی ہے پس وہ لوگ مقصر ہیں قاصر نہیں ہے اگر شیخ نے صغریٰ میں بھی کہا ہے
تو مسئلہ غوامض مسائل سے اور محل خلاف ہے قاعدہ لطف فروع میں بھی جاری ہے۔ اگر
اس مسئلہ میں ایسا فتویٰ دیا ہو لائق طعن نہیں ہے شیخ بھائی ۔میر داماد کے ہمعصر تھے ۔ہمیشہ میر داماد
فرماتے تھے کہ میرے بعد اس عرب بچہ کی (یعنے شیخ بھائی کی) شہرت ہو گی۔

کہتے ہیں کہ ایک وقت بادشاہ وقت شکار کو جارہا تھا۔میر داماد اور شیخ بھائی کو بھی
ساتھ رکھا تھا تھوڑی مسافت طے ہونے کے بعد ان علما سے ایک صاحب پیچھے رہ گئے تو بادشاہ انکے
پاس گیا جو آگے تھے اور کہا وہ شخص کہ عقب میں رہ گیا ہے پست فطرت ہے اس قابل نہیں کہ گھوڑا
دوڑاوے اور ہمارے ساتھ رہے آپ نے کہا کہ ان کا پیچھے رہنا اس لئے ہے کہ منبع و معدن علم
ہیں مرکب پر گراں ہیں بار علم کھینچ نہیں سکتا۔اسی وجہ سے آہستہ آہستہ آتے ہیں یہ سن کر بادشاہ
دوسرے عالم کے پاس آیا جو پیچھے تھے اور کہا آپ نے دیکھا اس عالم کو وقار و تمکین حاصل نہیں
گھوڑے کو کس قدر تیز دوڑاتا ہے بے مغزی کے سبب سے آگے ہے آنجناب نے کہا اسکے
سینہ میں علم بہت ہے ایسے سوار کا گھوڑا خوش حال ہے فیض صحبت سے شاد ہے خودداری
نہیں کرسکتا تیز رفتار ہے اس لئے آپ ہی آگے ہیں یہ جواب سن کر سلطان دونوں عالموں کی
تعظیم کرتا رہا واضح ہو اہل علما اگر ایک دوسرے کی توصیف نہ کریں تو دونوں کی ہتک ہے
پس لازم ہے کہ دنیائے جیفہ کے لئے ایک دوسرے کی ہجو کرکے دونوں ضائع اور ناسد
نہ ہوں مشہور ہے کہ ایک وقت کوئی دو عالم ایک شخص کے گھر میں مہمان ہوئے ان میں سے
ایک صاحب قضائے حاجت کو جانے کے بعد میزبان نے دوسرے عالم سے پوچھا آپ کے
رفیق کی لیاقت علمی کیسی ہے اس عالم نے کہا میرا رفیق بے فہم و بے ادراک گدھا ہے تھوڑی
دیر کے بعد یہ عالم صاحب اسی ضرورت سے گئے اور صاحب خانہ نے دوسرے عالم کو
بھی یہی سوال کیا کہ آپ کے رفیق کا علم کس قدر ہے اس عالم نے کہا میرا رفیق بے فہم بے
خر ہے ۔ دونوں علما کے جوابات سن کر صاحب خانہ خاموش ہو گیا اور دعوت کے وقت

ملازمین کو حکم دیا دو ظرف میں جو بھر کر ہر ایک عالم کے سامنے رکھیں۔ مہمان متعجب ہوئے کہ
خلاف عادت یہ کیسی دعوت ہے۔ میزبان سے کہا تو جواب ملا کہ حضرت میرا قصور نہیں ہے
آپ نے انکو گدھا کہا اور آنجناب نے آپ کو خر کہا میں نے دونوں کے قول کی تصدیق کی
ہے گدھے کی خوراک طعام نہیں ہے جو ہے کھائیے نوش جان فرمائیے۔ اگر میں ایک صاحب
کی تصدیق اور دوسرے کی تکذیب کرتا تو قصور وار تھا خلاصہ اینکہ اپنا جنس کی مذمت اچھی
نہیں ہے۔

ایضاً بادشاہ وقت شکار کے لئے جا رہا تھا۔ جناب شیخ بہائی آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔
ملازمین نے ایک سور جو عجیب تھا شکار کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ سور کے دانت پر لفظ اللہ منقش
ہے چونکہ یہ کام انسان کا نہیں ہو سکتا اور آپ ذہن خوک نجس ہے حیرت زدہ ہو کر جناب شیخ
سے پوچھا آپ نے کہا یہ حال موید قول سید مرتضیٰ ہے کہ اجزاء مالاتحلہ الحیواۃ کو نجس العین نہیں
مانا ہے مثل استخوان و مو و ناخن و سم وغیرہ۔ اس وقت ایک طبیب بھی حاضر تھا۔ اس نے کہا
شیخ الرئیس نے دانت کو ماتحلہ الحیواۃ میں داخل کیا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں روح نے
حلول کیا ہے جناب شیخ بہائی نے جواب دیا کہ اخبار ائمہ کے خلاف پسر سینا کے قول کا اعتبار
نہیں ہے یہ سنکر طبیب سر ہلاتا رہا۔ یعنے مقام تشنیع و سرزنش میں تھا کہ ان علما کو سمجھ نہیں ہے۔ بس
اخبار پر جمود ہے۔ طبیب کی اس حرکت سے آپ نے غضبناک ہو کر کہا۔ اس مقام میں ابن
سینا پر میرا اعتراض ہے کہ ہرگز اس سے نجات نہیں۔ طبیب نے کہا کیا اعتراض ہے جناب شیخ
نے کہا پسر سینا نے فلاں بحث قانون میں کہا ہے کسی استخوان حیوان و انسان میں روح کا
حلول نہیں ہے یہ کلام سالبہ کلیہ ہے۔ دوسری جاتے کہا کہ بعض استخواں میں روح کا حلول ہے
وہ دانت ہیں یہ کلام قضیہ موجبہ جزئیہ ہے اور موجبہ جزئیہ نقیض سالبہ کلیہ ہے پس یہ دو کلام
قانون میں نقیض ہیں۔ طبیب نے کہا میں کتاب قانون دیکھکر اس مشکل کو حل کرتا ہوں آپنے
کہا جا ہزار بار دیکھ تجھکو کوئی نفع نہیں ہے۔

ایضاً سفر کے بعد جناب شیخ کو علوم عجیب و غریب حاصل ہوئے۔ صفائے نفس سے وہ فات
فرماتے تھے اور جو تصرفات آپ کے تھے آپ کا خادم قاسم بھی وہی تصرفات کرتا تھا۔ آپکو
حیرت ہوئی تو قاسم نے کہا آپ کا تصرف صفائے نفس سے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں سحر و شعبدہ
نظر بندی ہے آپ نے کہا جب یہ حال ہے اس کو شایع نہ کر اگر کتاب میں لکھنا چاہتا ہے تو
علم اسرار سے لکھ یعنی ایسے خطوط غریبہ کہ نااہل کو معلوم نہ ہو سکے۔ قاسم نے ایک کتاب لکھی آئیں
تمام خطوط غریبہ ہیں اس کا نام اسرار قاسمی ہے ایضاً آپ کے ایک شاگرد نے کہا سرمۂ خفی
کی تعلیم فرمائیے کہ جب میں یہ سرمہ لگاؤں سب کو دیکھوں اور مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ نے
انکار کیا جسوقت اصرار بیحد ہوا تو اس شرط سے کہ ایسا کام نہ کرنا کہ موجب فساد ہو آپ نے
سرمۂ خفا اس کو بتا دیا چند روز گذرے تھے بادشاہ خاصہ تناول فرما رہے تھے دیکھا ایک
لقمہ ہوا میں غائب ہو گیا اسی طرح دسترخوان سے ہر چیز کم کم ہونے لگی۔ بادشاہ کے سوا بظاہر
کھانیوالا موجود نہ تھا۔ بادشاہ نے شیخ کو لکھا آپ سمجھ گئے کہ یہ کام سرمۂ خفی کا ہے۔ جواب لکھا
دروازہ بند کرکے گھانس جلانے کا حکم دیجئے سبب گرفتار ہو جائیگا۔ اس طرح عمل کرنے سے
دھواں بلند ہوا اور سرمہ خفا والے کی آنکھ سے آنسو کے ساتھ سرمہ بہہ گیا۔ وہ شخص گرفتار
ہو گیا۔ آپکی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے تاکید فرمائی کہ بار دیگر ایسا نہ کرے ایضاً مشہور
ہے کہ حصار صحن نجف پر شیخ بہائی کی طراحی ہے اس طرح کی حصار بنائی ہے کہ ہر فصل میں جب
آفتاب دیوار پر ہوا اول وقت ظہر ہے آپکی ولادت باسعادت شہر بعلبک میں وقت غروب
روز پنجشنبہ ۲۷ محرم سنہ ۹۵۳ھ ہے تاریخ وفات ۱۲ شوال سنہ ۱۰۳۱ھ عمر مبارک ۸۰ سال تقریباً۔
آپکی تالیف مشہور ہیں۔ ازانجملہ جامع عباسی شاہ عباس کی فرمائش سے تالیف ہوئی عبادت تک لکھا
تھا کہ راہی جنان ہوئے بادشاہ کے حکم سے آپ کے شاگرد نے کتاب ختم کی۔ کتاب زبدہ
اصول میں۔ مفتاح الفلاح دعائے روز و شب میں۔ رسایل خمس۔ طہارت۔ نماز۔ روزہ
زکات۔ حج۔ رسالہ دوریہ یعنی وغیرہ۔ اس مؤلف کی اس پر بھی شرح ہے۔ رسالہ

[illegible] ک علم ہئیت میں۔ رسالہ قبلہ۔ رسالہ اسطرلاب۔ خلاصۃ الحساب۔ کتاب کشکول
کئی جلدیں ہیں۔ اس میں ہر چیز کا ذکر ہے [illegible] اشعار قصاید و حکایت و احادیث
وغیرہ۔ حدیقہ ہلالیہ۔ کتاب اربعین۔ ایک [illegible]
حدیث جمع کرے کہ امت کے کار آمد ہوں وہ چالیس حد[illegible] اور اس شخص کے درمیان
اس لئے علما نے اربعین لکھی ہیں مانند شہید اول۔ آخوند ملا باقر مجلسی اور جناب شیخ بہائی وغیرہم
کتاب حبل المتین علم فقہ میں۔ کتاب عروۃ الوثقیٰ تفسیر میں شرح عضدی بر مختصر الوصول رسالہ
مواریث رسالہ در ذبایح اہل کتاب رسالہ صمدیہ۔ اس کے حواشی بہت ہیں، مؤلف کا بھی حاشیہ ہے
سید علی خان حاکم نے بھی اس پر شرح صغیر و کبیر لکھی ہے۔ سید صاحب موصوف صاحب شجاعت
سخاوت فضیلت و کرامت تھے۔ سید نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ ایک وقت میں آپکی خدمت میں
حاضر تھا دیکھا کہ آپکی ڈاڑھی سفید ہے پوچھا آپ خضاب کیوں نہیں کرتے فرمایا میں تفسیر لکھنا چاہتا تھا
استخارہ میں یہ آیت نکلی۔ وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب۔ سمجھا کہ میری اجل قریب ہے مختصر تفسیر لکھی
اور خضاب ترک کیا کہ ریش سفید سے مر کر پیش خدا جاؤں۔ ایک سال کے بعد آپ کا انتقال ہوا
صحیفہ کاملہ پر بھی آپ نے شرح لکھی ہے۔

علامہ شیخ بہائی کی باقی تالیفات یہ ہیں۔ حاشیہ من لایحضرہ الفقیہ ناتمام ہے کتاب تہذیب نحو
میں کتاب بحر الحساب۔ توضیح المقاصد۔ جواب مسائل شیخ صالح جزائری۔ جواب مسائل متفرقہ شرح
فرایض نصیریہ شیخ طوسی ناتمام ہے رسالہ نسبت اعظم جہاں ہو گئے تطارض۔ تفسیر موسوم بہ
عین الحیات۔ کتاب مشرقین الشمسین فقہ میں۔ رسالہ کر۔ شرح صحیفہ سجادیہ۔ موسوم بہ حقایق
الصالحین۔ حاشیہ تفسیر قاضی بیضاوی۔ شرح تفسیر قاضی۔ حاشیہ مطول رسالہ سوانح سفر حجاز
معروف بہ نان و حلوا حواشی کشاف۔ حاشیہ خلاصہ علم رجال میں۔ شرح رسالہ اثنا عشریہ شیخ
حسن صاحب معالم حاشیہ قواعد شہید۔ رسالہ قصر و تخییر حد سفر۔ رسالہ کراکب و استفادہ آفتاب
رسالہ حل اشکال عطارد و قمر رسالہ احکام نحوۃ و تلاوت۔ رسالہ استحباب سور وجوب شرح ذرعی

احوال شیخ عزالدین حسین

شیخ عزالدین بن عبدالصمد بن محمد حارث ہمدانی جبعی۔ عالم محقق مدقق موثق متمد مستند۔ عماد ارباب سناد محل اعتماد۔ آپ شہید ثانی کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپکی تالیفات سے کتاب چہل حدیث رسالہ عقد حسینی حاشیہ ارشاد۔ رسالہ تحفہ اہل ایمان ہے۔ آپ بلاد خراسان میں شیخ الاسلام تھے وہاں سے بحرین میں آئے یہاں انتقال ہوا۔ ٦٦ سال کی عمر تھی۔ عقد طہماسبیہ بھی آپکی تالیف ہے شاہ طہماسپ کے لئے لکھی تھی۔ شرح بر الفیہ شہید اول رسالہ نما زجمعہ۔ آپ شیخ بھائی کے والد ہیں جسوقت آپ بلاد عجم میں آئے آپ کے فرزند شیخ بھائی کی عمر اسوقت ۷ سال کی تھی آپ مکہ معظمہ گئے تھے۔ قصد تھا کہ وقت وفات مکہ معظمہ میں رہیں لیکن خواب میں دیکھا کہ قیامت قایم ہوئی ہے حکم خدا ہوا ہے کہ زمین بحرین و ما فیہا جنت کی طرف بلند ہو بیدار ہوکر بحرین میں آئے اور یہاں تا انتقال رہے۔ علمائے بحرین آپ کے آنے سے بہت خوش ہوئے یہاں مجلس درس مقرر تھی کہ تمام فضلائے بحرین جمع رہتے تھے۔ شیخ داود مناظرہ میں یدطولی حاصل تھا۔ شیخ حسین سے مناظرہ کرنا چاہا حالانکہ ان کو آپ کے مقابلہ میں تبحر حاصل نہ تھا آپ نے یہ ابیات لکھیں ؎ اناس فی زمان قد تصدوا + لمحو العلم فاشتغلوا بلم لم + فان باحثتم لم تلق منہم + سوی حرفین لم لم لا نسلم ۔ آپکی قبر بلاد بحرین قریہ مصلے میں ہے آپکے فرزند شیخ بھائی نے آپکی وفات پر مرثیہ لکھا ہے۔ صاحب معالم اور شیخ بھائی کو انھیں بزرگوار سے اجازہ حاصل ہے وفات شیخ ۸ ربیع الاول ۹۸۴ھ سال ولادت غرہ محرم ۹۱۸ھ

اتمام حصہ سوم ترجمہ قصص العلما از میرزا درعلی ت عد حکیم دواخانہ داڑی جنکشن

حصہ چہارم میں احوال شہید ثانی سے تا احوال شہید اول ہے مع حالات ملا باقر داماد و شیخ الرئیس وغیرہم اور حصہ پنجم میں شہید اول مقدس اردبیلی سے تا ختم کتاب۔

حضرات ناظرین کی خدمت میں احوال کتاب قصص العلما فارسی۔ و ترجمہ اردو بھی لکھنا ضروری ہے۔ اصل کتاب پچاس سال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے تذکرۂ علما میں آج تک ایسی کتاب تالیف نہ ہوئی تھی۔ احوال ترجمہ یہ ہے کہ اتفاقاً ایک دن میں نے عالیجناب شہزادہ

نادری آقا مولوی نادر بہود علی مرزا صاحب المخاطب بہ نواب بہبود یار جنگ سے کہا کہ تذکرہ علما میں کونسی کتاب جامع ہے اور کہاں ملیگی۔ آقائے موصوف نے اسی وقت مجھکو کتاب قصص العلما فارسی مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسکو دیکھو اور اردو ترجمہ لکھکر اصل کتاب و نقل ترجمہ مجھکو دینا۔ مولوی میر صادق علی صاحب ساکن قریب زنانی پھاٹک نے بالآخر مجھکو دی ہے اور مجھکو فرصت نہیں ہے۔ ترجمہ ہو تو وہ بطور خود طبع کریں گے۔ یہ سنکر مترجم نے یہ کتاب لی اور ایک ماہ کے عرصہ میں بحذف اجازات پوری کتاب کا ترجمہ کیا۔ بعد نظر ثانی ایک نقل ترجمہ مع اصل کتاب آقائے موصوف کو دیدی اور نظر ثانی کی ایک نقل بھی رکھ لی۔ مولوی صادق علی صاحب سے بھی ممکن نہ ہوا کہ اس کو طبع کریں۔ مدت انتظار گذرنے کے بعد سالم کتاب کا ترجمہ بوجہ مفلسی ایک وقت طبع کرنا محال تھا اس لئے مترجم نے اسکے ۵ حصے کئے۔ حصہ اول دوم کے وقت جرمنی جنگ کے سبب سے کاغذ بہت گراں قیمت تھا۔ یعنے اسوقت ۸ ریم ہے تو اسوقت ۱۰ فی ریم تھا۔ تاہم بقدر ۲ حصے استطاعت تھی۔ طبع بھی ہو گئے۔ اب خریداروں کی یہ حالت ہے کہ جب تک ترجمہ مکمل طبع نہ ہو خریداری سے انکار پھر باقی ۳ حصے طبع ہوں تو کب اور کس طرح نواب عنایت جنگ بہادر دوام اقبالہ نے بطور امداد حصہ اول کے دس نسخے خرید فرمائے ہیں اور جناب مولوی سید ولایت حسین صاحب مہتمم ٹپہ نے بھی دس۔ اسطرح حصہ اول و دوم کی ایکہزار جلدوں میں پچاس ساٹھ جلدیں بہ قیمت فروخت ہوئی ہیں اور اس سے زیادہ مفت بھی تقسیم ہو چکی ہیں باقی ۳ حصے ترجمہ تو کیا میں حصہ سوم سے بھی مایوس ہو چکا تھا۔ حصہ اول و دوم بزمانہ گرانی طبع ہونے کے بعد نہ ان مطبوعہ کی حفاظت کا انتظام نہ بلدہ میں قیام بچوں کی تعلیم میں ایک مکان ذاتی فروخت ہو گیا۔ حصہ سوم کے لئے کچھ نہ بچا۔ دوسرا مکان سکونتی موجود ہے اس کے بعد بڑی لڑکی کی شادی۔ بعد ادائی قرض تک مجبور تھا۔ اس کے بعد الحمد للہ حاصل عمر زیارت کربلائے معلی نجف اشرف سے آخر سال ۱۳۴۹ھ میں مشرف ہوا بعد واپسی یہ خیال ہوا کہ میں نے حتی الامکان سب کام کئے۔ زیارت مشہد مقدس و مدینہ منورہ اور تکملہ ترجمہ کے سوا

اب کوئی کام باقی نہیں ہے اگر ہے تو اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ برادر کا میر باقر علی بی۔ اے بھائی بہنوں کی بفضلہ تعالیٰ مدد کریگا۔ مگر تکمیل ترجمہ کی امید نہ تھی۔ اور یہ ترجمہ میں نے محض اس لئے کیا ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ اور اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اولیاء کے لئے متقی ہونا شرط ہے یہ علما اولیاء اللہ ہیں کہ متقی بھی ہیں حال یہ ہیکہ جو متقی نہیں ولی نہیں۔ ترجمہ مکمل شایع نہ ہونے کے سبب سے اکثر حضرات کو خریداری سے انکار ہے برسوں میں ایک دو جلدیں فروخت ہوں تو اس سے کیا حاصل۔ خیال تو یہ تھا کہ ایک جلد کی رقم میں صرف کروں اس کے فروخت سے حصہ دوم الطبع تا ختم ترجمہ۔ بذریعہ نظامت کوتوالی اضلاع ۲ جلدیں فروخت ہوئی ہیں۔ قیمت وصول ہوئی اس کے بعد تو خریداری موقوف اور مطبوعہ جلدیں ضائع ہونیکی نوبت آئی۔ نظر ثانی کا مسودہ بھی کرم خوردہ اور ضائع ہوگیا۔ پہلا مسودہ مجلد ہونے کی وجہ سے الحمد للہ محفوظ ہے میں شاعر ہوں عبارت آرائی پر بھی قادر ہوں مگر نظر ثانی کا ترجمہ ضایع ہونیکے بعد یہی سمجھا کہ مسودہ اول لفظی ترجمہ ہی کسی قدر اصلاح ترجمہ سے بالفعل شائع ہونا مناسب ہے انشاء اللہ بعد تکمیل بشرط قدر دانی طبع دوم میں انشاء کا بھی خیال رہیگا۔ مذہبی ترجمہ ہے زباندانی مقصود نہیں ہے۔ آخر اسی مایوسی میں دس سال کے بعد بزمانہ رخصت حصہ اول و دوم۔ عالیجناب جلالت مآب نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ العالی کے ملاحظہ اقدس میں پیش کئے۔ عالیجناب نواب صاحب دام اقبالہ العالی نے ۲ جلدوں کے عوض ۱۰۰ روپیہ مرحمت فرمائے جنکی بدولت یہ حصہ سوم طبع ہوا ہے۔ خداوند عالم۔ دارین میں آپ کو اس کا اجر اداد عطا فرمائے ادیب کامل شاعر فاضل استاد الکل فی الکل عالیجناب مولانا علامہ سید علی حیدر صاحب طباطبائی المخاطب بہ حیدر یار جنگ بہادر و آقائے انام علامہ دامی اسلام کی سعی جمیل بھی قابل شکریہ ہے کہ جنکی تحریری و زبانی یاد دہی سے۔ رقم مجھکو حاصل ہوئی ہے۔ عطائے رقم و یاد دہی کرم قیامت تک یادگار اور دارین میں باعث حصول اجر و ثواب ہے اور علما و مومنین بھی اس کی تائید و

خریداری فرما دیں تو حصہ چہارم و پنجم کی تکمیل آسان ہے ورنہ انشاء اللہ کسی طرح یہ ترجمہ مکمل ہو کر رہیگا۔ تکمیل ترجمہ کرامت علما ہے بہرحال جز معاشی و کم فرصتی میں مجھ سے دشوار سہی مگر محال نہیں ہے التماس دعا۔ فقط معروضہ حکیم میرزا درعلی رعد نبیرہ میرالشعراء حضرت شہید دہلوی مرحوم

غزل حضرت مولوی سید نوازش علی صاحب لمعہ مرحوم برادر مترجم قصص العلما

سرو شد است پا بگل از قد نازنینِ ما
رنگ رخِ قمر شکست عارض مہ جبینِ ما

قصہ قیس و کوہکن از دلِ جملہ خلق رفت
مشتہر است کو بکو حالِ دلِ حزینِ ما

شعلہ حسنِ او کجا تابِ نظارہ ام کجا
آخر کار خیرہ شد دیدۂ دوربینِ ما

راز دلم ہزار حیف آخر کار شد عیاں
شکوۂ ما چہ از کساں دزد چو شد امینِ ما

لمعہ زجان و دل منم مدح سرائے پنجتن
تاب و مجال دم زدن نیست بہ نکتہ چینِ ما

کلام حکیم میرزا درعلی رعد مترجم قصص العلماء

آرزو و جستجو سے بہتر ہے
جستجو آرزو سے بہتر ہے

آبرو ہے تو خاکساری میں
یہ تیمم وضو سے بہتر ہے

درد و نوشش نے توکل کو
ایک قطرہ سبو سے بہتر ہے

تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں
ایک سو چار سو سے بہتر ہے

دامن صبر جوشش وحشت میں
چاک رہنا رفو سے بہتر ہے

ذلتِ عشق عارضی ہو اگر
عزتِ و آبرو سے بہتر ہے

مثلِ مجنوں ہو عاشقِ سیرت
نیک خو خوبرو سے بہتر ہے

پی بھی جا دیکھتا ہے کیا زاہد
کیف مے رنگ و بو سے بہتر ہے

باوفا ہو کہ بے وفا لیکن — دوست آخر عدو سے بہتر ہے
کیا کہوں تجھ سے لطف خاموشی — بے محل گفتگو سے بہتر ہے

مستی رندِ بے ریا اے رعد
شیخ کی ہائے ہو سے بہتر ہے

آتا ہے مال شوق خریدار دیکھ کر — یوسف بکے تو مصر کا بازار دیکھ کر
دشوار ہے محال نہیں ہے گل مراد — طالب مگر ڈرے نہ کہیں خار دیکھ کر
اہل دلا پہ گرتی ہے برق بلائے ناز — لیکن متاعِ صبر خریدار دیکھ کر
ناکام ہے رقیب تو میں کامیاب ہوں — دل دے رہا ہوں تجھکو دل آزار دیکھ کر
انکار اب مسیح کو بھی ہے علاج سے — مجھکو ترے فراق کا بیمار دیکھ کر
الفت کی مے حلال بہکنا حرام ہے — میخوار کو پلاتا ہے میخوار دیکھ کر
کیا کام اہل حق کو ریا و نمود سے — کیوں معتقد ہے سبحہ و زنار دیکھ کر

تقریب خوب بہر ملاقات ہے نصیب
وہ رعد کو بلاتے ہیں اشعار دیکھ کر

عیب خود بینی سے پیدا ہو گیا — آئینہ میں عکس الٹا ہو گیا
مر گیا عاشق تو فرماتے ہیں وہ — آج یہ بیمار اچھا ہو گیا
آپ تو وعدہ وفا فرمائینگے — کیا کہوں دل کو مرے کیا ہو گیا
حسن کا کوئی نہیں کرتا گلہ — عشق ہی بدنام و رسوا ہو گیا
موت کہتی ہے نیا پہنو کفن — جامۂ ہستی پرانا ہو گیا

رعد ہوں میں عاشق روز الست
جو مری تقدیر میں تھا ہو گیا

روتا ہے مومنوں کا دلِ زار زار زار — ہر روز و شب ہے آہ [illegible] بار بار بار
شرمندہ رنگِ چشمِ عزادار سے شفق — وہ ایکبار اور یہ تو [illegible] بار و بار
ہر سو عدو بھٹکتے ہیں صحرائے نجد میں — پھرتے ہیں جیسے نشہ میں میخوار خوار خوار
نفسِ نبیؐ وصیِ نبیؐ سے ہیں دُور دُور — دنیا میں جنکے رہتے ہیں اغیار یار یار
اشکِ غمِ حسینؑ ہے قیمت بہشت کی — گریاں ہے میری چشم گہر بار بار بار

بزمِ عزا میں چاک گریباں ہے رعد بھی
بزمِ عزا میں شمع کی دستار تار تار

مافوقِ عرش رفعتِ سلطانِ کربلا — دوشِ نبیؐ ہے تختِ سلیمانِ کربلا
ہے یادگار صبرِ حسینؑ و جفائے شمر — پیاسے شہید ہوگئے مہمانِ کربلا
ہے چاک دامنِ شبِ غم صبحِ حشر تک — یاد آتی ہے جو شامِ غریبانِ کربلا
زندہ ہے وہ جو راہِ خدا میں ہوا شہید — ہے شش جہت میں ذکرِ شہیدانِ کربلا
وہ پیاس اور کمسنی وہ تیرِ حرملہ — اصغرؑ سا کوئی ہوگا نہ [illegible]انِ کربلا
اسلام کی بقا ہے شہادت حسینؑ کی — ارکانِ دین جسکے ہیں یہ ارکانِ کربلا
ایسے شہید کوئی نہ اول نہ بعد ہیں — اصحاب منتخب ہیں شہیدانِ کربلا
اس نظمِ خون فشاں میں بہتر شہید ہیں — حُرِّ جری ہے مطلعِ دیوانِ کربلا
وہ حسن تھا کہ ایسا نہ ہوگا کوئی حسینؑ — مثلِ نبی تھے یوسفِ کنعانِ کربلا
قاتل وہ خود نہیں ہیں مگر ظلم یادگار — لایا ہے رنگ خونِ شہیدانِ کربلا
جاہ و جلال بعدِ شہادت بھی ہے وہی — عباس ہیں وہ خاتمِ اعوانِ کربلا
ہر دردِ لا علاج کا شافی علاج ہے — خاکِ شفا ہے خاکِ شہیدانِ کربلا
حج ایک بار اور زیارت مدام ہے — ہے بہرِ خاص و عام یہ اعلانِ کربلا
حاجی سے بھی زیادہ ہیں زوار کے عدد — فیضِ مدینہ اور ہے فیضانِ کربلا

دونوں میں چار حرف ہیں اعداد کا ہے فرق
دہ چند کے قریب ہے حسّانِ کربلا

ہیں کربلا میں اور مدینہ میں پانچ حرف
دونوں ہیں ایک کیا ہو بیان شانِ کربلا

میرا حسینؑ مجھ سے ہے میں ہوں حسینؑ سے
ہے یہ حدیث مدحت سلطانِ کربلا

آبِ حیات شرم سے ظلمت میں ہے نہاں
پیاسے شہید ہو گئے مہمانِ کربلا

جنت یہی بہشت یہی خلد ہے یہی
پیش نظر ہے روضۂ رضوانِ کربلا

کافی ہے ایک بیت بھی میری ہو گر قبول
بیت جنان ہے بخشش سلطانِ کربلا

ہے وہ سبک تو یہ ہے گراں قدر اجر سے
میزان عرش و کفۂ میزانِ کربلا

اس نظم آبدار کا کوثر سے ملے صلہ
یارب بحق اصغرؑ عطشانِ کربلا

زوار تو ہوا ہوں مگر رعد ہے دعا
خاک لحد ہو خاک بیابانِ کربلا

یہ رسائی تھی کہاں اس عاجز و ناچار کی
یاد فرمائی عنایت ہے شہِ ابرار کی

روضۂ شاہ نجف سے کربلا میں ہے قیام
رفعت قسمت ہے یا معراج اس زوار کی

ہے مدینہ یا نجف یا کربلا یا طوس ہے
ہیں یہی جنت کی راہیں مومنِ دیندار کی

سبطِ احمدؐ ہے حسینؑ ابن علی جان نبیؐ
یہ شہادت ہے شہادت احمدِ مختار کی

ہے شہادت کی شہادت میں غم و ذکر حسینؑ
جن و انساں و ملک میں ہے صدا اظہار کی

تین دن کی پیاس تھی یا خاصۂ آلِ عباؑ
دوپہر کی دھوپ تھی یا چھاؤں تھی تلوار کی

حق تبلیغ رسالت ہے مودت آل کی
فرض اسلامی ہے الفت عترت اطہار کی

ہیں محب انکے جناں میں اور دوزخ میں عدو
ہے سبب جنت کا وہ علت یہی ہے نار کی

ہو وسیلہ انکی بیماری تو حاصل ہے شفا
یہ مسیحائی ہے باقی عابدِ بیمار کی

کربلا کوفہ نجف اور کاظمین و سامرہ
تھی رسائی ہر طرف اس طالبِ دیدار کی

رعد باقی ہے خراسان و مدینہ کا سفر
بس یہی ارماں یہی حسرت ہے اب زوار کی

بهر هر عیدے نشانے دیگر است ... عید نوروزے بشانے دیگر است
همت ما را بر در باب علوم ... هر جبیں را آستانے دیگر است
مومنان شیعیان آل را ... در دو عالم عز و شانے دیگر است
من مقیم کوئے یارم کز ازل ... این زمیں را آسمانے دیگر است
قاتل من خود مسیحائے من است ... بهر هر جانم روانے دیگر است
در دل عشاق پابستگیش ... لامکاں را هم مکانے دیگر است
روز افزوں آتش شوق من است ... بهر هر روزش که شانے دیگر است
باد نوروزی وزد در گلشنم ... زیں جهانم آشیانے دیگر است
در نجف جانم تنم اندر دکن ... جان من باقی بجانے دیگر است
بهتر از حرص جهاں ترک جهاں ... ایں جهاں را تا جهانے دیگر است
از حجازی کے رسی بر بام وصل ... نردباں را نردبانے دیگر است
گر رسی بر چرخ اول پر ملاف ... آسماں را آسمانے دیگر است

احمد حسام است مدعی نیک نام
هر زبانے را بیانے دیگر است

از کسب ضیا نور دماغ است دل ما ... روشن ز چراغ است و چراغ است دل ما
هر روز و به هر ماه و به هر سال بهارش ... با آں گل مقصود که باغ است دل ما
در روز علوم است چو خورشید درخشاں ... در شام ادب مثل چراغ است دل ما
در مکتب و در مدرسه قاموس علوم است ... در میکدهٔ فیض ایاغ است دل ما
در فخر و غنا همت اگر گنج جواهر ... در فقر و رضا گنج فراغ است دل ما
در مجلس تحقیق بود رکن حقیقت ... چون تابع احکام دماغ است دل ما

از داغ بنور دل و زیب پر طاوس
اے رعد از آں داغ به داغ است دل ما

غزلیات شاعرهٔ خاص عالیجناب مهاراجه صدر اعظم یمین السلطنت بهادر دام اقباله

نازد بعشق قیس که لیلی برائی کیست
لیلی بحسن خویش که مجنون فدای کیست

این منبر رسول که عرش علوم هست
در حیرتم که واعظ نادان بجای کیست

جور و جفاست بر دل عاشق بجرم عشق
از حسن خویش پرس که اینک خطای کیست

در حیرت از خطاب کلیم که بعد ازین
دیدن برای کیست نه دیدن برای کیست

ای چاره گر علاج عرض بیش ازین مکن
اصل مرض بجو که دلم مبتلای کیست

نا آشنا ز خلق شدم آشنای دوست
نا آشنای خلق ببین آشنای کیست

قارون که بی نصیب و سخی برخورد از د
ز زخاک بهر کیست بگو کیمیای کیست

آب بقاست تیغ و دیت شد وصال یار
غیر از شهید عشق چنین خونبهای کیست

شاد ایکه صدر اعظم باب حکومتی
زین بیش قرب شاه دکن از برای کیست

دارد امید آنکه بالطاف عام خویش
پرسی تو حال رعد که بر در جفای کیست

ای رعد هر که واقف اسرار حق بود
آواز نخل طور بداند صدای کیست

آنکه آزاد ز قید دو جهان شل من است
نه گرفتار دل و جان نه گرفتار تن است

امشب آن ساقی گلفام که شمع بزم است
بلبل او دل و پروانهٔ او جان من است

منکر جوهر فرزانهٔ دل بی عقل مباش
نیست چون قابل قسمت بلبل آن دهن است

باش چون قلقل مینا که به میخانهٔ عیش
خنده زد بر غم دنیا که پئے مکر دفن است

صبر و هوش و خرد و تاب و توان دل و جان
همه قربان تو ای غمزهٔ ناوک فگن است

چون سکندر نه روم بهر طلب آب حیات
چشمهٔ آب بقا آن لب شکرشکن است

جز ہوا خواہ تو در محفل خود راہ مدہ — تو سلیمانِ زمانی و رقیب اهرمن است

نرگس چشم مراد بعدۂ وصلش دادہ — گرچہ صد مُہرِ حیا بر لب غنچہ دہن است

خاطرم جمع بتو بے تو پریشاں خاطر — انجمن خلوت من خلوت من انجمن است

آنکہ بے پردہ بصد پردۂ راز است نہاں — خود عیاں است کہ نزدیک ترا زمن بمن است

دست من از گل مقصود چناں کوتاہ است — ہمچو بلبل کہ اسیرِ قفس در چمن است

بادۂ کہنہ خورم تازہ نشاطے دارم — سرِ من گر ز عجب جلبست شراب سخن است

وائے بر گردش ایام کہ مثلِ پرکار — وطن من سفر است و سفر من وطن است

صدر اعظم بجہاں صیت سخائے تو مدام — تا وجودت ہمہ جود است کہ ہند دکن است

رعد از گردشِ اصلاحِ اضلاع نہ تنہا نالد — نالۂ مرغ اسیرانِ ہمہ بہرِ وطن است

تاریخ شادی میمنت آبادی

مہاراجہ بہادر صدر اعظم — بہ اہل و آل وہم اولاد باشد

بہ عقدِ نیک گفتم رعد تاریخ — ہمایوں عقد بنت شاد باشد

تاریخ طبع قصص العلما حصہ سوم

از عطائے لائق مختار ما سالار جنگ — حصہ سوم شدہ ایں ترجمہ بے نقص و عیب

سال از منقوطہ و از غیر منقوطہ ہمیں — یادگارم رعد باشد بصد زا سرار غیب

اس مصرع تاریخ کے حروف منقوطہ و غیر منقوطہ دونوں سے ایک ہی سال ۱۳۰۱ھ ہے ۱۳ا صنعت کی نظر کیا بلکہ محال ہے

معراج مبارک ہو

اے مقصدِ ما اوحیٰ معراج مبارک ہو
مطلوب شبِ اسریٰ معراج مبارک ہو

لولاک سے ظاہر ہے معراج ہے جسمانی
افلاک کا تو منشا معراج مبارک ہو

ممدوحِ خدا تو ہے محبوبِ خدا تو ہے
محبوب سے کیا پردہ معراج مبارک ہو

جبریل کے پر جلتے حد سے جو گذر جاتے
اے عرش کے بے ہمپا معراج مبارک ہو

کیا ساتھ کوئی چلتا اس منزلِ قربت میں
سایہ بھی نہ تھا تیرا معراج مبارک ہو

نعلین مبارک سے جب عرش کی زینت ہو
یہ مرتبہ ہے کس کا معراج مبارک ہو

معراج کو تو تجھکو معراج مبارک ہو
اے صاحبِ او ادنیٰ معراج مبارک ہو

اک برق تجلی سے بیہوش ہوئے موسیٰ
وہ طور یہ عرشِ اعلا معراج مبارک ہو

معراج میں خالق سے حیدر کی صدا آئی
مولا ہے وہی مولا معراج مبارک ہو

آراستہ تھی جنت افواج ملک حاضر
حوروں کا ترانہ تھا معراج مبارک ہو

امت کی شفاعت ہے اللہ کی رحمت ہے
فرماں قمر مضیٰ کا معراج مبارک ہو

ہر بیت قصیدہ ہے جنت کا قبالہ ہے
اشعار بھی ہیں زیبا معراج مبارک ہو

اسعد زاہد کلام اپنا معراج عقیدت ہے
مقبول ہو یہ ہدیہ معراج مبارک ہو

قصیدہ جشنِ ولادت شبیہ خیر البشر شہزادۂ علی اکبر۔ مورخہ ۱۸ ماہ شعبان سنہ ۱۳۵ھ

حُسنِ منظور ازل قسمت برائے خاص و عام
مہرِ عالم تاب ہوا انسان یا ماہِ تمام

حُسنِ مطلق کے ہیں مظہر انبیاء و اوصیا
منظرِ حُسنِ مُقید صورت و شکل انام

انبیا میں حضرت آدمؑ سے تا دورِ مسیحؑ
حُسنِ یوسف کی ہے شہرت اور یہی مشہور نام

حُسن کے حصے ہیں دس نو بہر محبوب خدا
ایک باقی کے بھی دس حصے ہیں بہر انقسام

ایک اِن دسویں کا دسواں حُسنِ یوسفؑ خاص ہے
اور باقی نو برائے عام تا روزِ قیام

حسن محبوب خدا یعنے محمدؐ مصطفیٰ
ہے ازل سے تا ابد رشکِ حسینانِ انام

انتخاب حُسن کی خود انتہا معراج ہے
تھا شب اسریٰ میں بھی محبوبِ حق کا اہتمام

صنعتِ مشاطہ اسریٰ سے تھا محبوبِ حق
جلوہ گاہِ قابَ قوسین اَو اَدنیٰ مقام

حُسنِ مطلق شاہد و مشہود محبوبِ خدا
شاہدِ مطلق ہے ناطق اور ما اوحیٰ کلام

مثلِ خورشید جہاں چوتھے فلک پر ہیں مسیحؑ
عرشِ اعلیٰ پر ہوا شمسِ حقیقت کا قیام

آسمانِ حسن کا ہے ماہِ کنعاں ماہِ حُسن
اور وہ مہرِ حسن محبوبِ خدا خیر الانام

صاحبِ لولاک ہے وہ باعثِ افلاک ہے
اسلئے معراج جسمانی ہے محمود المقام

ہے کلیم اللہ کی معراج کوہِ طور پر
عرش ہے طورِ محمدؐ یا خدا ہی ہم کلام

ہر مکاں کو ہے مکیں لازم خدا ہی لامکاں
عرشِ اعلیٰ ہے مکانِ مصطفیٰ فوق التمام

روزِ بازارِ جمال و حُسن میں تھا لاجواب
ہو چکا بس قسمتِ محبوبِ خدا پر اختتام

مظہرِ نورِ خدا حسنِ محمدؐ لایزال
مظہرِ نورِ محمدؐ آلِ اطہر ہیں تمام

ہے علی اکبر شبیہ خاصِ محبوبِ خدا
یوسفِ شبیر وہ ابن امام ابنِ امام

ہیں یہ ہمشکلِ محمدؐ ان کا اب ثانی نہیں
نقشِ ثانی پر ہوا ہمشکل کا بھی اختتام

حُسنِ اکبر مثلِ حُسنِ مصطفیٰ مخدوم ہے
حُسن ہی کیا ہے اگر سمجھو زلیخا کا غلام

میں نے مانا اور بھی ہونگے حسین انکے سوا
کوئی ہمشکل محمدؐ ہے تو کہدو اس کا نام

حسن خود کہتا ہے اکبرؑ ہے شبیہ مصطفےٰؐ
پھر شبیہ اکبرؑ کا پوچھو گے تو لیگا کس کا نام

شکل اکبرؑ میں ہوئے ہیں خود محمدؐ بھی شہید
تا نہ رہجائے شہادت کی فضیلت نا تمام

لفظِ اکبرؑ اس طرح ہے کلمۂ تکبیر میں
جسطرح اللہ میں حرف مشدد ہے یہ لام

جشن میلاد مبارک میں یہ عرض رعدؔ ہے
اے شبیہ مصطفےٰؐ تم پر غریبوں کا سلام

مہرِ نور سے مہِ تاباں کو حاصل ضو مدام
اُس کی نا ممکن گر ہے اسکی رویت صبح و شام

چاند میں آکر شعاعیں مہر کی ہوتی ہیں سرد
قابل دید اسلئے ہے ماہ با نور تمام

چشم بینا کو ہو دیکھے اگر اس مہر کو
تقویت بخش بصارت ماہِ تاباںؑ مدام

ماہِ رخسار محمدؐ مہرِ نورِ ذوالجلال
مظہرِ نور خدا وجہ محمدؐ فی الانام

نورِ واحد ہیں وہی انوار بارہ او ضیا
ہیں ہی مظہر محمدؐ سے محمدؑ تک تمام

فی الحقیقت ہیں یہی انوار نورِ کبریا
ہیں محمدؐ بدر بارہ چاند ہیں بارہ امام

جستقدر پیش نظر ہو نورِ احمدؐ نورِ آل
دیدۂ حق بین میں روز افزوں بصیرت ہو دوام

دیکھ لو مظہر کو ناممکن ہے دیدار خدا
ماحصل اس نظم کا ہے رعدؔ یہ خیر الکلام

ہے علی اکبرؑ شبیہ حضرتِ خیر الانام
آسمانِ حُسن کا پیدا ہوا ماہِ تمام

کاف و نونِ حُسنِ عالم ہیں یہی فو نو حسین
مصطفےٰؐ ہے یا شبیہ مصطفےٰ ہی جسکا نام

یوسفؑ مصری تھے مطلوب زلیخا حسن سے
اور محبوب زلیخائے شہادت یہ مدام

طالب دیدار محبوب خدا بعد نبیؐ
دیکھ لیتا تھا علی اکبرؑ کو با شوق تمام

یوسفؑ شبیر ہے فخرِ حسینانِ جہاں
اسکے لایق تھی جبلے تھا کب عرس حیا جام

ہونگے اٹھارہ برس میں یہ شہید راہِ حق
روز میلادِ علی اکبرؑ قضا کا ہے پیام

جشن میلاد مبارک میں دعا مقبول ہو
تھی زیارت کی یہ سال گذشتہ بھی دعا
واسطہ یارب شبیہ احمد مختار کا
حاضر جشن ولادت کی دعا مقبول ہو
بانی جشن مبارک خوش رہیں دارین میں
مال سے اقبال سے اولاد سے اور آل سے

اے گروہ اکبری تم کو مبارک ہو مدام
فضل خالق سے دعا مقبول ہو نہیں شاد کام
ہدیہ مقبول ہو جشن ولادت کا کلام
دین و دنیا میں رہیں سب شاد کام و نیکنام
واسطہ اکبر کا ہو مقبول ان کا اہتمام
یاالٰہی تاقیامت ہو یہی شاہ نظام

کربلا کا اور نجف کا رعد بھی زوار ہے
ہے خراساں و مدینہ کی تمنا والسلام

کچھ ... ہے ... دوسرا
... بہتر ہے یہ سوال
خوب تر ہیں ... ساقی کوثر علی
یہ سوال اچھا نہیں لیکن ہیں عرض اسکے جواب
فرق ہے کس طرح نمرود و خلیل اللہ میں
حسن یوسف خوبتر یا حسن لیلیٰ خوبتر
حضرت عیسیٰ کہ ہے دجال اعور خوبتر
باعث لولاک فخر انبیا محبوب حق
عالم و جاہل مساوی ہوں خلاف عقل ہے
لا فتیٰ الا علی یا لا فتیٰ الا سواہ
مومنان خاص ہیں یہ تابع حکم خدا
انکے خال و خال پر کافی ہیں بس یہ دو گواہ

حق و باطل میں نہ پوچھو فرق ہے کس بات کا
ہو مقابل میں جو فرق انکا اور ہمیں کا
یہ سوال ایسا ہے بہ افضل ہے یا افضل خدا
آدم و ابلیس میں بہتر کہو تم کون تھا
حضرت موسیٰ تھے افضل خوب یا فرعون کیا
تھے سلیمان صاحب تخت و نگیں یا دیو تھا
حضرت یوشع کہ افضل بلعم باعور تھا
ہیں محمد مصطفیٰ یا قادیانی میرزا
سب کو ہے معلوم فرق انسان سے حیوان کا
مرحب و عنتر ہیں افضل یا علی شیر خدا
جان و دل سے ہیں فدائے خاندان مصطفیٰ
جشن میں رہتے ہیں خوش بھی ماتم میں اہل عزا

حق و باطل کی فقط اے رعد یہ تمہید تھی
اب بیاں کرتا ہوں وجہ خاص اصل مدعا

ہو مبارک آج ہمنام علیؑ پیدا ہوا
یوسفِ شبیرؑ ہم شکلِ نبیؐ پیدا ہوا

ہے علی نام خدا اکبرؑ بھی اکبرؑ ہے لقب
وہ علی اکبرؑ وہ ہمنام علیؑ پیدا ہوا

لفظ ہے اللہ اکبر یا علی اکبرؑ ہے بس
تیسرا اکبر نہیں وہ منتہی پیدا ہوا

انتخابِ حسن میں واحد ہے محبوبِ خدا
دوسرا واحد کا ہم شکل نبیؐ پیدا ہوا

جن و انسان و ملک دیتے ہیں مبارک کی صدا
کہتی ہیں حوریں ہمارا مشتری پیدا ہوا

ان کے دادا کا ہوا تھا عرش اعلیٰ پر نکاح
یہ بھی ہو نوشاہ جنت وہ علیؑ پیدا ہوا

رعد ہے جشن مبارک میں یہ ہاتف کی ندا
حامیِ خاصِ گروہِ اکبری پیدا ہوا

قصیدہ جشن ولادت شہزادہ علی اصغر علیہ السلام

ہر اہلِ وفا راضیِ تقدیر بلا ہے
لیکن یہ بلا بھی تو بہ مقدار ولا ہے

ہابیلؑ کا غم حضرتِ آدمؑ کو ملا ہے
ہر ایک پیمبر کا بھی ہر درد جدا ہے

اس درد میں حاصل ہی شفا اہلِ ولا کو
یہ درد ہی خود دردِ محبت کی دوا ہے

راحت میں مصیبت میں ہی وہ شاکر و صابر
ہر اہلِ ولا طالبِ تسلیم و رضا ہے

اولاد سے بہتر نہیں دنیا میں کوئی شے
ماں باپ سمجھتے ہیں یہی وجہ بقا ہے

لیکن نہیں کچھ اور غرض اہلِ ولا کو
وہ خوش ہیں کہ فرزند بھی راضی بہ رضا ہے

ہے خاتمۂ نعمت و غم سبطِ نبیؐ پر
ایسا کوئی عالم میں نہ ہوگا نہ ہوا ہے

سردار جوانانِ جناں میں یہ ہی نعمت
ماں فاطمہؑ ہے باپ علیؑ شیرِ خدا ہے

بھائی ہے حسنؑ دوسرا عباسؑ علیؑ ہے
نانا بھی محمدؐ ہے جو محبوبِ خدا ہے

فرزند ہے عابدؑ کہ جو ہے فخرِ عبادت
اکبرؑ ہے کہ ہم شکلِ نبیؐ خلق ہوا ہے

ہے تیسرا فرزند علی اصغرِ معصوم
جو نام میں اصغرؑ ہے شہادت میں بڑا ہے

ہے آج اسی جشنِ ولادت کی یہ تقریب
اصغرؑ بخدا محسنِ محبوبِ خدا ہے

اس جشنِ مبارک میں پڑھو مطلعِ ثانی
اے رعدؔ یہاں جمع ہر اک اہلِ ولا ہے

خود روز ولادت یہ شہادت کی صدا ہے
بچہ کوئی ایسا تو نہ ہوگا نہ ہوا ہے

محضر جو نبا روز ازل بہر شہادت
بچہ کوئی شش ماہہ نہ اصغرؑ کے سوا ہے

ہیں پیر و جواں واقف اسرار شہادت
بچہ بھی ہو راضی تو یہ فخرِ شہدا ہے

جز صبر حسینؑ ابن علیؑ تا بہ قیامت
یہ صبر کسی اور سے ہوگا نہ ہوا ہے

اکبرؑ ہوئے مقتول جو ہم شکلِ نبیؐ تھے
ہم شکل علیؑ بھی ہدفِ تیرِ بلا ہے

ہوتی نہ شہادت تو خدا کہتے تھے ان کو
خاصانِ خدا کیلئے شرطِ رضا ہے

اصغرؑ ہے یہ ہم شکلِ علیؑ اور علیؑ وہ
اللہ کا بندہ ہے نصیری کا خدا ہے

یہ قول نصیری کا ہے جو کفر ہے بیشک
ہم کہتے ہیں بندہ ہی مگر شانِ خدا ہے

ہے رعدؔ شبِ جشن لکھو مطلع انوار
خورشید بھی اب شرم سے مغرب میں چھپا ہے

کیا حسنِ تجلی علی اصغرؑ کو ملا ہے
یوسفؑ بہ کنعاں ہی یہ خورشید سما ہے

اصغرؑ کی ولادت میں یہ اعجاز نیا ہے
طفلی میں وہ مختارِ شفاعت کا ہوا ہے

خود حسن میں بے مثل حبیبِ دوسرا ہے
ہمنام خدا نفسِ محمدؐ بخدا ہے

اس حسن کا شبیرؑ ہی اعجاز نما ہے
وہ نورِ نبیؐ نورِ علیؑ جمع ہوا ہے

اکبرؑ وہی ہم صورت محبوب بنا ہے
اصغرؑ ہی ہم شکلِ علیؑ نام خدا ہے

ہم شکل نبیؐ اور علیؑ کون ہوا ہے
بس اکبرؑ و اصغرؑ ہے نہ اب انکے سوا ہے

ہر شب ہی شبِ قدر جو مقبول دعا ہے
لیکن یہ شبِ جشن ہی قدر اسکے سوا ہے

جز احمدؐ و آل اور وسیلہ نہ دعا ہے
اعمال جو مقبول ہیں وہ انکی ولا ہے

ہے اجر رسالت کا اگر انکی ولا ہے — فرمانِ رسالت ہے یہی حکم خدا ہے
عصیاں کے مرض میں تو وہ اک نہ دعا ہے — ہاں اسکی شفا آلِ محمدؐ کی ولا ہے
مومن ہوں مجھے غیر سے اب کام ہی کیا ہے — بس حسنِ عمل آلِ محمدؐ کی ثنا ہے
مقبول ہوں اشعار کہ اصغرؑ کی ثنا ہے — اس جشنِ مبارک میں یہی میری دعا ہے
دارین میں مقبول خدا اہلِ ولا ہے — دنیا میں ولا اور صلہ روزِ جزا ہے

اے رعدؔ علامت ہے یہی اہلِ ولا کی
ہے جشن ولادت میں شہادت میں عزا ہے

جس نے دیکھا تجھکو دل سے وہ تیرا شیدا ہوا — تو نہیں یوسفؑ کہ مطلوبِ زلیخا ہو گیا
ہے کلیم اللہ و روح اللہ خلیل اللہ بھی — یا محمدؐ ہے لقب تیرا حبیبِ کبریا
صنعت خلاق کا تجھ پر ہوا ہے خاتمہ — منتخب ختم رسالت میں جو تو یکتا ہوا
خود خدا مداح ہے تیرا بشر کی کیا مجال — ختم واصف سے نہ حق نعت کا مضمون ہوا
عارفِ حق تو ہے یا تیرا وصی و جانشین — تیرا عارف ہے خدا یا ہے علی مرتضیٰؑ
عارفِ ذاتِ علیؑ بس تو ہے یا اللہ ہے — اور تیرے بعد بھی عارف ہیں تیرے اوصیا
نام کی خوبی نہیں کافی فضیلت کی دلیل — نام ہے کافور زنگی کا خلافِ مدعا
یوں تو سب اللہ اکبر کہتے ہیں وقتِ اذاں — کربلا میں تھی اذاں خاص اکبرؑ کی صدا
اور بھی لاکھوں شہید تیر و خنجر ہو گئے — سب سے اعظم ہے علی اصغرؑ شہیدِ کربلا

مہدیؑ دین رعدؔ ہے بیشک امام ابنِ امام
اور بھی مہدی ہوئے معصوم کب ہے دوسرا

مومنانِ خاص ہیں یہ تابع حکم خدا — جان و دل سے ہیں فدا خاندانِ مصطفےٰ
ان کے حال و قال پر کھانی ہیں بس دو گواہ — جشن میں رہتے ہیں خوش ماتم میں ہیں اہلِ عزا
ہو مبارک اصغرؑ یوسفؑ لقا پیدا ہوا — آج ہم شکلِ علیؑ مرتضیٰ پیدا ہوا

آسمان حسن کا یکتا تھا اکبرؑ آفتاب ۔۔۔ ماہتاب حسن اصغرؑ دوسرا پیدا ہوا
شش جہت میں ہے مبارکباد کی پیدا صدا ۔۔۔ آج وہ نام علیؑ نام خدا پیدا ہوا
ناز ہے جس سے شہادت کو شجاعت کو مدام ۔۔۔ وہ علی اصغرؑ شہید کربلا پیدا ہوا
تا قیامت جس کا ہے جشن ولادت یادگار ۔۔۔ وہ گروہ اصغری کا پیشوا پیدا ہوا
جشن میلاد مبارک میں دعا مقبول ہے ۔۔۔ ہو مبارک اصغرا ے اہل ولا پیدا ہوا
ثانی اکبرؑ نہیں عالم میں اصغرؑ کے سوا ۔۔۔ اس سے بہتر پھر نہ کوئی قافیہ پیدا ہوا
ہیں عدد اصغر کے بڑھکر اور ہیں اکبرؑ کے کم ۔۔۔ اس سے بڑھ کر ہو عدد کب دوسرا پیدا ہوا
نام اصغر سے ہیں بڑھ کر سب شہیدوں سے عدد ۔۔۔ سب سے بڑھ کر شافع روز جزا پیدا ہوا

یا الٰہی رعد کا بھی خاتمہ بالخیر ہو
واسطہ اس کا جو بہر دعا پیدا ہوا

تواریخ عقد مبارک مسعود شاہزادگان بلند اقبال دام اقبالہم العالی

نکو داماد شاہ روم سابق ۔۔۔ لوامع عقد اعظم جاہ تاریخ
نوشتم رعد نذر کتخدائی ۔۔۔ قران مشتری با ماہ تاریخ
قرین زہرہ و ماہ حامل شرف ۔۔۔ سلیمان و بلقیس فرخندہ پے
ولی عہد در عہد شد کد خدا ۔۔۔ رجب مدت ماہ عقد است و دے
پنجشنبہ اول ماہ رجب وقت سعید ۔۔۔ ہمسر آصف و لیعہد دکن نوشاہ شد
یک ہزار و سہ صد و پنجاہ سال از شاہی است ۔۔۔ نیک حال و ہم مبارک عقد اعظم جاہ شد
شہزادہ ولی عہد کہ اعظم جاہ است ۔۔۔ نوشاہ شد از فضل خدائے قیوم
ایں عقد مبارک است مسعود اے رعد ۔۔۔ عقد در شاہوار باشد موسوم
شہزادہ ہمیں لعل بدخشان دکن ۔۔۔ عقد در شہوار مناسب باشد

سنِ سالِ عقدِ اعظم جاہ سرکار
مبارک وز دمہ سالِ ہمایون
ہزار و سہ صد و پنجاہ و ہجرت
دلہن رشکِ پری ہے اور ہے نوشاہ شہزادہ
معظم جاہ بہ عقدِ منزہ

مبارک ہو ہمیشہ عیش ہموار
معظم جاہ شد نوشاہ مسنون
سعادت مند عقد با سعادت
معظم جاہ و نیلوفر مبارک عقد ہو والا
مبارک ہو ہمیشہ حسبِ دلخواہ

میرزا در علی رعد طبیب و ہم منصبدار

در مدح سلطان العلوم شاہ آصفجاہ خسرو ملک دکن خلد اللہ ملکہ **بہ صنعت ازدواج یعنی دو لفظ متشابہ الآخر**

شاہ دکن بہ ملک دکن شادماں بماں — کاندر امانِ تست بدار الاماں اماں
تو شاہ آصفی و بہ جاہ تو جاہ جاہ — از عز و شانِ تست بہ ہر عز و شاں نشاں
صیت نوائے تست بہ ہر بے نوا نوا — وز دستِ فیض تست بہ ہر ناتواں تواں
شد مخزنِ نوال تو بر خاص و عام عام — بحرِ عطائے تست چو آبِ رواں رواں
سلطان علم ہستی و از انقیادِ یاد — جمع اند در مدارس تو ماہراں ہر آں
ور واست از نظام برائے انام نام — دائم گلِ مراد ز ہر بوستاں ستاں
عثماں بماں بہ گلشن اقبال باغ باغ — انعام عام تست کہ بر داعیاں عیاں
از لطف فیض خاص بہ ہر بے نوا نوا — وز فیضِ لطفِ عام ہمہ ناکساں کساں
در دِ زبانِ اہلِ جہاں شد دکن دکن — نبود وسیلہ ز پے عاجزاں جز آں
طالع رفیق و بختِ تو ای شہریار یار — ایں عقد ہر دو نور دو چشم است جان جاں
عمر و جلال و جاہ تو چوں کیقباد باد — مدحت کند چو خسرو شیریں بیاں بیاں
این عقد اعظم است و معظم بہ جاہ جاہ — بر نظم رعد در ز کف درفشاں فشاں
این زینۂ طرب کہ رجب ہست ماہ ماہ — معراج عقد نیک شدہ نردباں باں
اے رعد شہر علم نبی حیدر است در — علے کہ معترف ہمہ پیغمبراں بر آں

میرزا در علی رعد منصبدار و ہم طبیب